۷۸۶
سپہر امامت کے بارہ بروج
از
شیخ احمد حسین نواب پریانواں

مملوکہ و مقبوضہ کتاب ھذا

سید وحید حیدر رضوی

شید آباد

پنجر پور کلوا۔ مظفر پور (بہار)

مورخہ جنوری ۱۲ سنہ ۱۹۸۰ء

قال اللہ تعالیٰ وجعلناهم ائمة یهدون بامرنا

"نام کتاب"

سپہرِ امامت کے بارہ بروج

تالیف لطیف

جناب نواب شیخ احمد حسین صاحب خان بہادر O.B.E.

سابق مذہب اہلسنت لیڈر آف پریانواں

[illegible] مذہب امامیہ شیعہ اثنا عشری اختیار کیا اور یہ کتاب تحریر کی

باہتمام احقر العباد مرزا محمد جواد

در مطبع ... منشی نولکشور ... پریس لکھنؤ طبع شد

مصنف جلد بندی نے ٹائٹل کا ورق ضایع کر دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ۔۔۔ سپہر امامت کے بارہ بروج

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

فاتحۃ الکتاب

آفتاب رسالت طلوع ہو چکا تھا لیکن ابھی اُس کی ہدایت افروز شعاعیں حرا سے بیت الشرف ابو طالب ہی تک ضیا گستر تھیں اور خدا کا رسول مصالح ایزدی کے مطابق ہنوز مخفی طور پر دعوت اسلام میں مصروف تھا ناگہاں اس برگزیدہ بارگاہ صمدیت کو یہ الہام ہوا کہ

اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

(اے رسول تم اپنے قرابت داروں کو عذاب آلہی سے ڈراؤ

اور جو مومنین تمہارے پیرو ہوں اُن سے بتواضع پیش آؤ)
اِس آیۂ کریمہ کے نازل ہونے پر خدا کے حبیب نے اپنے تربیت کردہ بھائی علیؑ ابن ابی طالب سے فرمایا کہ اے علیؑ مجھے حکم ہوا ہے کہ اپنے قرابتداروں کو ڈراؤں اور تلقین اسلام کروں لہذا تم سامان ضیافت مہیا کر کے بنی عبدالمطلب کو جمع کرو تاکہ میں حکم الٰہی پہونچادوں حضرت علیؑ نے ارشاد نبوی کے مطابق سامان ضیافت مہیا کر کے بنی عبدالمطلب کو (جو تقریباً چالیس مرد تھے) جمع کیا اور جب وہ لوگ آسودگی کے ساتھ کھا پی چکے تو رسولؐ مقبول نے اُن سے مخاطب ہو کر یہ تقریر تنویر فرمائی کہ

یا بنی عبد المطلب انی قد جئتکم بخیر الدنیا والاٰخرۃ وقد امرنی اللّٰہ ان ادعوکم الیہ فایکم یوازرنی علی ھذا الامر و یکون اخی و وصیی و خلیفتی فیکم فاحجم القوم عنھا جمیعا۔

(یعنی) اے بنی عبدالمطلب میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بہتری لایا ہوں اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھیں اسکی طرف بلاؤں پس تم میں کون ایسا ہے جو اس باب میں میری مدد کرے اور کار تبلیغ

ف ۱ تفسیر ثعلبی و مغازی ابن اسحٰق و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر کبیر حافظ ابن جریر و تہذیب الآثار حافظ ابن جریر و تفسیر معالم التنزیل محی السنہ بغوی و تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی و تفسیر لباب التاویل خازن بغدادی و دلائل النبوۃ بیہقی و تاریخ کامل ابن اثیر جزری و تاریخ ابوالفدا

مین میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو۔ آنحضرتؐ کا یہ کلام بلاغت نظام سُن کر کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس حقارت آمیز خاموشی کا عالم دیکھ کر حضرت علیؑ نے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ یا نبی اللہ انا وزیرک علیہ قال فاخذ برقبتی فقال ان ھذا اخی ووصیی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا فقام القوم یضحکون ویقولون لابیطالب قد امرک ان تسمع لعلی وتطیع (یعنی) علیؑ نے کہا کہ یا رسول اللہ مین کار تبلیغ مین آپ کی مدد کرنے اور آپ کا ہاتھ بٹانے کو حاضر ہون یہ سُن کر جناب رسالت مآب نے حضرت علیؑ کی گردن پر دست شفقت رکھا اور فرمایا کہ اے افراد قوم دیکھو یہ میرا بھائی میرا وصی اور تم مین میرا خلیفہ ہے تم لوگ اس کا حکم سُنو اور اس کی اطاعت کرو۔ آنحضرتؐ کی یہ تقریر سُنتے ہی لوگ قہقہہ لگا کر اُٹھ کھڑے ہوے اور ابو طالب سے کہنے لگے کہ سُنو تمھین حکم دیا گیا ہے کہ اپنے بیٹے علی کی اطاعت کرو۔

واضح ہو کہ اس واقعے کا ذکر صرف کتب معتبرہ اسلامیہ تک محدود نہین ہے

ا۔ تفسیر ثعلبی و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر کبیر حافظ ابن جریر و تفسیر معالم التنزیل محی السنۃ بغوی و تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی و تفسیر لباب التاویل خازن بغدادی و مغازی ابن اسحق و تہذیب الآثار حافظ ابن جریر و دلائل النبوۃ بیہقی و تاریخ کامل ابن اثیر جزری و تاریخ ابو الفدا۔

بلکہ اسلوسیحی موخین نے بھی اپنی تحقیق و تدقیق کے مطابق اپنی تالیفات مشہورہ

مین بیان کیا ہے چنانچہ مسٹر کارلائل اپنی کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ

کے لکچر دوم مین لکھتے ہین کہ

(حاصل ترجمہ)

بنی عبدالمطلب کے لوگون کو ایک ادھیڑ اَن پڑھ آدمی اور ایک

سولہ برس کے لڑکے کا یہ فیصلہ کہ وہ مل کر دنیا کے خلاف کوشش

عمل لائین گے ایک مضحکہ خیز بات معلوم ہوئی جسپر وہ مجمع قہقہہ لگاکر

منتشر ہوگیا لیکن بعد مین ثابت ہوا کہ یہ ہنسی کی بات نہ تھی بلکہ بالکل

ٹھیک اور درست تھی کیونکہ نوجوان علیؑ ایسا شخص ضرور تھا کہ

جس کو ہر متنفس خواہ مخواہ پسند کرے چنانچہ علیؑ سے ہمیشہ جو

باتین ظہور مین آئین اُن سے معلوم ہوگیا کہ وہ ایک صاحب اخلاق

فاضلہ اور محبت سے بھرا ہوا ایسا بہادر شخص تھا جس کی تیز و تند

جرأت کے سامنے کوئی چیز ٹھہر نہین سکتی تھی۔ اس شخص کی

طبیعت مین عجیب طور کی جوانمردی تھی یعنی مثل شیر کے تو

بہادر تھا مگر مزاج مین ایسی نرمی رحمدلی اور سچائی تھی جو ایک

کرسچن نائٹ کے لیے شایان ہوسکتی ہے۔

اور مسٹر گبن اپنی کتاب ڈکلائن آف رومن امپائر مین لکھتے ہین کہ

(حاصل ترجمہ)

محمد (صلعم) نے (بعثت کے) چوتھے برس بالاعلان دعوت رسالت
شروع کی اور تصدیق وحدانیت کا نور پھیلانے کی غرض سے
بنی ہاشم کے چالیس آدمیون کو ضیافت پر مدعو کیا بعد ازان
انکی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ اے دوستو اے عزیزو مین تم
لوگون کے لیے دنیا اور آخرت کی نیکیان لایا ہون جسکو میرے سوا
دوسرا انہین دے سکتا۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم لوگون کو اس کی
عبادت کی طرف بلاؤن پس تم مین سے کون شخص اس کام مین میرا
رفیق اور وزیر ہوگا۔ اس بات کا کسی نے جواب نہ دیا حتی کہ
وہ حقارت اور شک اور تعجب بھری خاموشی علیؑ کی جرأت سے
دفع ہوئی جو ایک چاردہ سالہ جوان تھے چنانچہ انھون نے عرض
کیا کہ اے نبی مین ہر طرح اس کام مین آپ کی رفاقت و نصرت
کے لیے حاضر ہون۔ مین آپ کے مخالفین کی آنکھین نکال لونگا
اُنکے دانت توڑ ڈالون گا اور اُنکے پیٹ پھاڑ ڈالون گا۔
اے نبی مین آپ کی وزارت کے لیے دل وجان سے حاضر ہون
محمد (صلعم) نے علیؑ کی التماس کو جوش مسرت کے ساتھ قبول فرمایا
اور حاضرین نے ابو طالب کو اپنے بیٹے کی اس اعلیٰ عزت پانے پر
طنزیہ کلمات کہے۔

اور مسٹر ڈیونپورٹ اپنی کتاب اپالوجی فرام محمد اینڈ دی قرآن مین لکھتے ہین کہ

(حاصل ترجمہ)

محمد (صلعم) نے مخالفین کی مخالفت سے خائف نہو کر دوبارہ پھر اپنے قبیلے کے لوگون کو جمع کیا اور اُن کی بے تکلفانہ ضیافت کے بعد اُٹھکر اپنی پُرجوش تقریر اِس درخواست پر ختم کی کہ تم مین کون شخص اس بارگران کے برداشت کرنے مین میری رفاقت کریگا اور میرا نائب اور وزیر ہوگا جیسا کہ موسیٰ کے وزیر ہارون تھے یہ سُن کر کل مجمع تعجب انگیز سکوت مین آگیا اور کسی کو اس خطرناک عہدۂ وزارت کے قبول کرنے کی جرأت نہوئی لیکن نوجوان علیؑ نے اُٹھکر اور للکار کر کہا کہ اے نبی مین تمھاری نیابت اور وزارت کو بسروچشم حاضر ہون یہ سن کر محمد (صلعم) نے اپنا ہاتھ علی کے گلے مین ڈال کر اپنے سینے سے لگایا اور باواز بلند فرمایا کہ میرے بھائی اور میرے وزیر کو دیکھو چنانچہ محمد (صلعم) نے اپنے کام کو اس طرح آغاز کر کے عام طور سے مکے مین وعظ شروع کیا اور یوماً فیوماً اپنے معتقدین کی تعداد بڑھاتے گئے۔

اور مسٹر شنگٹن ارونگ اپنی کتاب محمد اینڈ ہز سکسیسرس مین لکھتے ہین کہ

(حاصل ترجمہ)

محمد (صلعم) نے بنی ہاشم کی ایک جماعت کو مدعو کر کے جمع کیا اور بعد ضیافت کھڑے ہو کر باواز بلند فرمایا کہ اے بنی عبد المطلب

جس خدا نے تم کو بہترین نعمتیں عطا کی ہین اُسی کی جانب سے مین دنیا کی برکتین اور آیندہ کی بہتری لایا ہون پس تم مین سے کون شخص میرا بھائی میرا جانشین اور میرا وزیر ہوگا۔ یہ سُن کر سب ساکت رہے بعض تو تعجب کرتے تھے اور بعض بے اعتقادی سے ہنستے تھے آخر کار علیؑ نے اپنی جوانانہ دلیری کے ساتھ عرض کیا کہ اے پیغمبر مین اس خدمت کے لیے حاضر ہون محمد (صلعم) نے اپنا ہاتھ علیؑ کی گردن مین ڈالا اور انکو اپنے سینے سے لگا کر بآواز بلند فرمایا کہ میرے بھائی میرے وزیر اور میرے جانشین کو دیکھو اور اُنکی بات سُنکر اطاعت کرو۔ نوجوان علیؑ کی جرأت پر قریشیون نے ایک حقارت آمیز قہقہہ لگایا اور اس کم سن خلیفہ کے باپ ابو طالب کو اپنے بیٹے کے آگے جھکنے اور اس کی فرمانبرداری کرنے پر ملامت کی (انتہی)

اس روایت صحیحہ مین یہ امر بھی خاص طور سے لحاظ کے قابل ہے کہ رسول مقبول نے الفاظ "وصیّی و خلیفتی" کے ساتھ جو "اخی" کا لفظ ارشاد فرمایا ہے اُس سے رشتے کا بھائی مراد نہین ہے بلکہ ہمسر ہمنشین یعنی شریک منزلت مراد ہے چنانچہ روایات مواخاۃ مصرحہ ذیل اسکی شاہد ہین مثلاً ارشاد الساری شرح صحیح البخاری للقسطلانی مین ہے کہ

أخی رسول اللہ صلعم بین ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما

وبین حمزۃ و زید بن حارثۃ رضی اللہ عنہما وبین
عثمان وعبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما وبین الزبیر
وابن مسعود رضی اللہ عنہما وبین عبیدۃ بن الحارث
وبلال رضی اللہ عنہما وبین مصعب بن عمیر وسعد بن
ابی وقاص رضی اللہ عنہما وبین ابی عبیدۃ وسالم مولی
ابی حذیفۃ رضی اللہ عنہما وبین سعید بن زید وطلحۃ
بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما وبین علی و نفسہ صلعم
(یعنی) جناب رسالت مآب نے دو دو مہاجرون کے
آپس مین رشتہ برادرانہ قائم کر کے حضرت ابوبکر وحضرت عمر کو اور
حضرت حمزہ و زید بن حارثہ کو اور حضرت عثمان و عبد الرحمن بن
عوف کو اور زبیر بن العوام وابن مسعود کو اور عبیدہ بن الحارث
وبلال کو اور مصعب بن عمیر وسعد بن ابی وقاص کو اور ابو عبیدہ و
سالم مولی ابی حذیفہ کو اور سعید بن زید وطلحہ بن عبید اللہ کو باہم
بھائی بھائی قرار دیا اور اپنی اخوت کا شرف آنحضرت نے
علی بن ابیطالب کو عطا فرمایا۔
اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ
اخی رسول اللہ (بالمدینۃ) فاتخذ علی بن ابیطالب
اخاہ وصار ابوبکر وخارجۃ بن زید الانصاری اخوین

وابو عبیدۃ بن الجراح وسعد بن معاذ الانصاری

اخوین وعمر بن الخطاب وعتبان بن مالک الانصاری

اخوین وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن الربیع الانصاری

اخوین وعثمان بن عفان واوس بن ثابت الانصاری

اخوین وطلحۃ بن عبید اللہ وکعب بن مالک الانصاری

اخوین وسعید بن زید وابی بن کعب الانصاری اخوین۔

(یعنی) جناب رسالتمآب نے مابین مہاجرین و انصار (دو دو آدمیوں

میں) رشتۂ برادرانہ قائم فرمایا تو حضرت علیؑ کو اپنا بھائی قرار دیا

نیز حسب ہدایت نبوی حضرت ابوبکر خارجہ بن زید انصاری کے

بھائی اور ابو عبیدہ بن الجراح سعد بن معاذ انصاری کے بھائی

اور حضرت عمر بن الخطاب عتبان بن مالک انصاری کے بھائی اور

عبد الرحمن بن عوف سعد بن ربیع انصاری کے بھائی اور حضرت

عثمان بن عفان اوس بن ثابت انصاری کے بھائی اور طلحہ

بن عبید اللہ کعب بن مالک انصاری کے بھائی اور سعید

بن زید ابی بن کعب انصاری کے بھائی قرار پائے۔

اور استیعاب ابن عبد البر میں ہے کہ

اٰخی رسول اللہ صلعم بین المہاجرین ثم اٰخی بین المہاجرین

والانصار وقال فی کل واحدۃ منہما لعلی انت اخی

فی الدنیا والآخرۃ واخی بینہ وبین نفسہ (ینابیع)

رسول مقبول نے (بمقام مکہ) مہاجرین میں مواخاۃ فرمائی۔ نیز (مدینے میں) مابین مہاجرین وانصار رشتہ اخوت قائم فرمایا اور دونوں موقعوں پر آنحضرت نے اپنا بھائی علیؑ بن ابیطالب کو قرار دے کر ارشاد کیا کہ تم میرے بھائی ہو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور کتاب المناقب ابوالحسن المغازلی الجلابی[1] و کتاب المناقب احمد بن حنبل میں حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے کہ

اخی رسول اللہ صلعم بین المہاجرین والانصار وکان یواخی بین الرجل ونظیرہ ثم اخذ بید علی بن ابیطالب وقال ھذا اخی۔ قال حذیفۃ فرسول اللہ سید المرسلین وامام المتقین الذی لیس لہ شبہ ولا نظیر وعلی اخوہ

(یعنی) جناب رسول خدا نے مہاجرین وانصار میں عقد مواخاۃ منعقد فرمایا اور ہر مہاجر کو ایک ایسے انصاری کا بھائی بنایا جو اس کا نظیر ہو بعد ازاں علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ حذیفہ کہتے ہیں

---

[1] صواعق محرقہ میں ہے کہ اخرج ابوالحسن المغازلی عن الباقر رضی اللہ عنہ الخ اور کتاب الانساب سمعانی میں ہے الجلابی بضم الجیم وتشدید لام + والمشہور بھذہ النسبۃ ابوالحسن علی بن محمد بن الطیب الجلابی المعروف بابن المغازلی من اھل واسط العراق کان فاضلا عارفا برجالات واسط وحدیثھم وکان حریصا علی سماع الحدیث وطلبہ۔

کہ بس رسول اللہ سید المرسلین و امام المتقین ہیں جن کا مثل و نظیر نہیں ہے اور علی اُن کے بھائی ہیں۔

سبحان اللہ کیا رفیع شان ہے علی بن ابیطالب کی کہ رسول مقبول نے ہر مہاجر کو کسی کسی انصاری کا بھائی قرار دیا لیکن اپنا اور علی کا بھائی کسی انصاری کو نہ بنایا بلکہ بفحوائے "تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری" علی ہی کو اپنا بھائی بنایا اور خود ہی اُنکے بھائی بنے۔ پس اس سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ علی کے سوا رسول کا اور رسول کے سوا علی کا کوئی نظیر نہ تھا۔

الغرض یہ تمام شواہد اس بات پر صریحاً دلالت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے دعوت بالاعلان کے موقع پر جو تقریر فرمائی اسکے فقرہ فَاَیُّکُمْ یُوَازِرُنِیْ عَلٰی هٰذَا الْاَمْرِ وَیَکُوْنَ اَخِیْ وَوَصِیِّیْ وَخَلِیْفَتِیْ فِیْکُمْ مین لفظ اخی کا صحیح مفہوم ہمسر و ہمنشین و مثیل و ردیف ہے (انتہیٰ)

اب مین مناسب سمجھ کر مثالاً چند تائیدی روایتین حضرت علیؑ کے وصی اور خلیفہ ہونے کی بھی درج ذیل کرتا ہون۔

تاریخ کبیر ابن جریر اور تاریخ کامل ابن اثیر جزری مین ہے کہ جب امام حسین نے معرکۂ کربلا مین خطبہ ارشاد کیا تو اس مین یہ بھی فرمایا کہ

اَلَسْتُ ابْنَ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ وَابْنَ وَصِیِّهٖ (یعنی) کیا مین تمھارے نبی کی دختر کا فرزند اور تمھارے نبی کے وصی کا بیٹا نہین ہون

اور کتاب کنوز الحقائق منادی مین ہے کہ

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ وَصِیٌّ وَوَارِثٌ وَعَلِیٌّ وَصِیِّیْ وَوَارِثِیْ (یعنی) ہر بنی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور علیؑ میرا وصی و وارث ہے۔

نیز معجم محی السنہ بغوی میں بریدہ سے مروی ہے کہ

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ وَصِیٌّ وَوَارِثٌ وَاَنَّ عَلِیًّا وَصِیِّیْ وَوَارِثِیْ (یعنی) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہر بنی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور بتحقیق علی میرا وصی اور وارث ہے۔

اور کتاب المناقب احمد بن حنبل میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ

قُلْنَا لِسَلْمَانَ الْفَارِسِی سَلْ رَسُولَ اللّٰہِ صَلْعَم مَنْ وَصِیُّہٗ فَسَأَلَ سَلْمَانُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَنْ وَصِیُّکَ قَالَ مَنْ کَانَ وَصِیُّ مُوسیٰ بِنْ عِمْرَانَ قَالَ یُوشَعْ بِنْ نُونٍ فَقَالَ اَنَّ وَصِیِّیْ وَوَارِثِیْ وَ مُنْجِزُ وَعْدِیْ عَلِیُّ بِنْ اَبِیطَالِبْ (یعنی انس بن مالک کہتے ہیں کہ) ہم نے سلمان فارسی سے کہا کہ رسول اللہ سے پوچھو کہ اُن کا وصی کون ہے پس سلمان نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا وصی کون ہے آنحضرت نے فرمایا کہ موسی کا وصی کون تھا سلمان نے جواب دیا کہ یوشع بن نون حضور نے ارشاد کیا کہ میرا وصی اور وارث اور میرے وعدوں کا وفا کرنے والا علیؑ بن ابیطالب ہے

اور معجم کبیر طبرانی مین سلمان فارسی سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم ان وصیی وموضع سری وخیر من اترک بعدی علی بن ابیطالب۔ (یعنی) فرمایا جناب رسول خدا نے کہ تحقیق میرا وصی اور میرا رازدار اور میرا بہترین پسماندگان علی بن ابیطالب ہے

نیز معجم کبیر طبرانی مین ابوایوب انصاری سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم (لفاطمۃ) اما علمت ان اللہ عز وجل اطلع علی اہل الارض فاختار منہم اباک فبعثہ نبیاً ثم اطلع الثانیۃ فاختار بعلک فاوحی الی فانکحتہ واتخذتہ وصیا

(یعنی) جناب رسالتمآب نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ کیا تم نے نہین جانا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر مطلع ہوکر ان مین سے تمہارے باپ کو برگزیدہ کیا اور اپنا نبی مقرر فرمایا بعد ازان علیؑ کو برگزیدہ کرکے مجھپر وحی فرمائی چنانچہ مین نے تمہارا نکاح علیؑ سے کردیا اور ان کو اپنا وصی اختیار کیا۔

اور روضۃ الاحباب مین ام المومنین حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ

تحقیق ماشنیدہ ایم از پیغمبر صلعم کہ می فرمود علی خلیفتی علیکم فی حیاتی وبعد مماتی فمن عصاہ فقد عصانی" (یعنی) تحقیق ہم نے جناب رسالتمآب کو یہ فرماتے ہوے سُنا ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب میری حیات مین اور میرے بعد تم پر میرا خلیفہ ہے جس نے اس کی نافرمانی کی

اُس نے میری نافرمانی کی۔

اور مسند الفردوس حافظ شہردار ہمدانی دیلمی مین سلمان فارسی سے مروی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا وعلی من نورٍ واحد قبل ان یخلق آدم باربعۃ الاف عامٍ ففی النبوۃ وفی علی الخلافۃ (یعنے فرمایا جناب رسول خدا نے کہ حضرت آدم کی پیدایش سے چار ہزار سال پہلے مین اور علی ایک نور سے پیدا کیا گیا پس مجھ مین منصب نبوت ودیعت فرمایا گیا اور علی مین منصب خلافت۔

تبصرہ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی تفہیمات الٰہیہ مین فرماتے ہین کہ لا بد لکل نبی من وصی وکنہ الوصایۃ عندنا حکمۃ ثم قرب ملکوتی ثم تحمل بشرع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلومہ وتکفل لامۃ بالدعاء ومنصبہ ان یکون خازن علم النبی فی الامۃ وحامل وحیہ (یعنی) ہر نبی کے لیے وصی کا ہونا ضروری ہے اور وصایت کی حقیقت ہمارے نزدیک حکمت اور قرب ملکوتی اور تحمل ہے شرع نبی اور علوم نبی کا اور تکفل ہے اُمت نبی کا دعا کے ساتھ اور منصب وصی کا یہ ہے کہ اُمت مین نبی کے علم کا خزانہ دار اور اسکی وحی کا حامل ہو (انتہی)

مخفی نہ رہے کہ جو واقعہ دعوت بالاعلان کا تحت تفسیر آیہ وانذر عشیرتک الاقربین سابقاً مذکور ہوا ہے (یعنی جناب رسالت مآب کا مجمع بنی عبدالمطلب میں حضرت علیؑ کو اپنا وصی اور خلیفہ قرار دیکر اُن کی اطاعت کا حکم دینا) اس سے دو قدرتی غوامض کا انکشاف ہوتا ہے۔

اوّل یہ کہ جب رسول مقبول نے دعوت سرّیہ کی بنا پر ایوانِ اسلام تعمیر فرمانا چاہا تو سنگ بنیاد علیؑ بن ابیطالب ہی نے اپنی سبقت اسلامی کے ہاتھوں سے رکھا اور جب دعوت جہریہ کے موقع پر وہ ایوان تیار ہو گیا تو اس کا افتتاح بھی علیؑ ہی کی وزارت سے ہوا۔

دوم یہ کہ امر تبلیغ میں حضرت علیؑ اسی طرح جناب رسالتمآب کے قوت بازو قرار پائے اور شریک امر تبلیغ قرار پائے تھے جسطرح حضرت ہارون جناب موسیٰ کے قوت بازو اور شریک امر تبلیغ قرار پائے تھے چنانچہ رسول مقبول کا یہ ارشاد کہ اے علی تم میرے لیے اُسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے اُسکا شاہد عادل ہے۔

لہ حلیۃ الاولیاء ابو نعیم میں ابو لیلے سے اور تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر فتح القدیر شوکانی میں تحت تفسیر آیہ والسابقون السابقون عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ قال نزلت فی حزقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار الذی ذکر فی یٰس وعلی بن ابیطالب وکل رجل منھم سابق امتہ وعلی افضلھم اور تاریخ صغیر بخاری میں عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ حزقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار صاحب آل یٰس وعلی بن ابیطالب

کمال استعجاب ہونا چاہیے اُن اصحاب عصبیت مآب سے جو بمقتضائے تنگ نظری و تعصب پروری منزلت مرتضویہ کو عموم منزلت ہارونیہ سے خارج کرنے کے لیے مختص الوقت بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ پیغمبر خدا نے محض عزم تبوک کے موقع پر حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ کر کے کہا تھا کہ " انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ " حالانکہ اکثر شواہد ساطعہ کی روشنی مین اس مفتریانہ ملمع سازی کی قلعی کھل جاتی ہے چنانچہ منجملہ اُن شواہد کے چند اس موقع پر پیش کیے جاتے ہین۔

اول یہ کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم الٰہی " اذھب الی فرعون انہ طغیٰ " کے صادر ہونے پر خدا سے دعا کی تھی کہ

رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری[۱] کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا۔ (یعنی) "اے رب کریم میرے سینے کو وسیع کر دے میرے کام کو آسان کر میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھین اور میرے لیے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اس سے میری ڈھارس کو مضبوط کر اور اسکو میرے کام مین شریک فرما تاکہ ہم دونون مل کر کثرت سے تیری یاد اور تسبیح مین مشغول رہین۔

---

[۱] قرآن مجید مین اسی قصے کے متعلق وارد ہوا ہے کہ فارسلہ معی ردأ یصدقنی (یعنی خدایا! ہارون کو میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج تاکہ وہ میری تصدیق و تائید کرین۔

اسی طرح جناب سالتمآب نے بھی ایک موقع پر جس کا ذکر انشاء اللہ آیندہ ہوگا) بارگاہ ایزدی مین حضرت علیؑ کے لیے منزلت ہارونیہ کی مسئلت فرمائی ہے چنانچہ تفسیر در منثور سیوطی مین بروایت خطیب و ابن مردویہ و ابن عساکر اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ

رأیت رسول اللہ صلعم باز اء ثبیر وھو یقول اللھم انی اسئلک بما سئلک اخی موسی ان تشرح لی صدری وان تیسر لی امری وان تحل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا (یعنی اسماء بنت عمیس کہتی ہین کہ) مین نے کوہ ثبیر کے محاذی جناب رسول خدا کو یہ فرماتے ہوے سنا کہ خداوندا جو دعا تجھ سے اخی موسیٰ نے کی تھی وہی مین بھی کرتا ہون خداوندا میرے سینے کو وسیع کر میرے کام کو آسان فرما میری زبان کی گرہ کھولدے تاکہ لوگ میری بات سمجھین اور میرے لیے میرے اہل سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر بنا اس سے میری پیٹھ مضبوط کر اور اسکو میرے کام مین شریک کر تاکہ ہم دونون مل کر کثرت سے تیری یاد اور تسبیح مین مشغول رہین۔

نیز امام المحدثین احمد بن حنبل نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ

سمعت رسول اللہ صلعم وھو یقول اللھم انی اقول کما قال

اخی موسی اللھم اجعل لی وزیرا من اھلی اخی علیا
اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کے نسبحک کثیرا
ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا یعنی اسماء بنت عمیس کہتی ہین کہ
مین نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوے
سُنا کہ خداوندا جس طرح اخی موسی نے تجھ سے سوال کیا تھا اسی طرح
مین بھی کرتا ہون کہ میرے اہل سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر بنا
اس سے میری ڈھارس باندھ اور اُسکو میرے کار تبلیغ مین شریک کر
تاکہ ہم دونون مل کر کثرت سے تیری یاد اور تسبیح مین مشغول رہین
تحقیق تو ہمارے حال کا دیکھنے والا ہے۔

اور کتاب ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ مین اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ
قالت ھبط جبریل علیہ السلام علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال یا محمد ان ربک یقرئک السلام ویقول لک علی
منک بمنزلۃ ھارون من موسی (یعنی) حضرت جبرئیل نے نازل ہوکر
جناب رسول خدا سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پروردگار عالم نے
تم کو تحفہ سلام بھیجا ہے اور یہ خوشخبری دی ہے کہ علیؑ تمہارے لیے
اُسی منزلت پر ہین جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

دوم یہ کہ جناب رسول مقبول نے حدیث منزلت کو مختلف مواقع پر تذکیراً وتنبیہاً ارشاد
کیا ہے چنانچہ جمع الجوامع سیوطی اور روضۃ الندیہ مین عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ

قال رسول الله صلعم یا ام سلمۃ ھذا علی بن ابیطالب لحمہ من لحمی ودمہ من دمی وھو منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ یعنی فرمایا جناب رسول خدا نے کہ اے ام سلمہ یہ علیؑ بن ابیطالب ہے اس کا گوشت میرا گوشت اور اس کا خون میرا خون ہے اور یہ میرے لیے اُسی منزلت پر ہے جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

نیز جمع الجوامع سیوطی مین بحوالہ مستدرک حاکم حضرت عمر سے مروی ہے کہ کنت انا وابوبکر وابو عبیدۃ وجماعۃ من اصحاب رسول الله صلی الله علیہ وسلم والنبی صلی الله علیہ وسلم متکئی علی علی بن ابیطالب حتے ضرب بیدہ علی منکبہ ثم قال انت یا علی اول المومنین ایمانا واولھم اسلاما ثم قال انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (یعنی حضرت عمر فرماتے ہین کہ) ایک روز مین رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر تھا ابوبکر وابو عبیدہ ودیگر اصحاب رسول بھی وہان موجود تھے اور جناب رسول مقبول علی پر تکیہ کیے ہوئے تشریف رکھتے تھے تا اینکہ آنحضرت نے علیؑ کے بازو پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے علیؑ تم ایمان و اسلام لانے مین کل مومنین سے اول ہو اور اے علی تم میرے لیے اُسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰؑ کے لیے ہارون تھے۔

سوم یہ کہ جناب رسول خدا نے حدیث منزلت کو عقد مواخاۃ کے موقع پر ارشاد فرمایا ہے چنانچہ مسند احمد حنبل مین زید بن ابی اوفی سے مروی ہے۔ کہ

لما اخی النبی صلعم بین اصحابہ قال علی لقد ذهب روحی وانقطع

ظهری حین رأیتك یا رسول الله فعلت باصحابك ما فعلت غیری

فقال رسول الله صلعم والذی بعثنی بالحق ما اخرتك الا لنفسی

وانت منی بمنزلۃ هارون من موسی وانت اخی ووارثی۔

(یعنی) جب رسول اللہ صلعم نے درمیان اپنے اصحاب کے عقد مواخاۃ منعقد فرمایا تو حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ دیکھ کر میری جان نکل گئی اور میری قوت زائل ہو گئی کہ آپ نے میرے سوا دیگر اصحاب کے آپس مین عقد مواخاۃ منعقد فرمایا پس آنحضرت نے ارشاد کیا کہ قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجھ کو مبعوث برسالت فرمایا مین نے تم کو اپنے لیے باقی رکھا کیونکہ تم میرے لیے اُسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسی کے لیے ہارون تھے اور تم میرے بھائی اور وارث ہو

چہارم یہ کہ حضرت رسالت نے حدیث منزلت کو عزم تبوک کے موقع پر ارشاد کیا ہے مثلاً نسائی نے کتاب الخصائص مین سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ

خرج رسول الله صلعم فی غزوۃ تبوك وخلف علیا فقال

اتخلفنی فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ هارون من موسی

الا انہ لا نبی بعدی (یعنی) جب رسول اللہ غزوہ تبوک کو جانے لگے تو آپ نے حضرت علیؑ کو مدینے مین چھوڑا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھے یہین چھوڑ جائین گے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ

کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ میرے لیے اسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے بجز اسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

پنجم یہ کہ جناب سرور کائنات نے حجۃ الوداع سے واپس آتے ہوئے بمقام غدیر خم حدیث منزلت کو ارشاد فرمایا ہے چنانچہ وفیات الاعیان ابن خلکان میں ہے کہ

لما رجع النبی من مکۃ عام حجۃ الوداع ووصل الی ھذا المقام (غدیر خم) قال علی منی کھارون من موسیٰ (یعنی) جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے بعد مکے سے واپس ہوئے اور بمقام غدیر خم پہونچے تو ارشاد کیا کہ علی میرے لیے اسی منزلت پر ہیں جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

ششم یہ کہ جناب رسول خدا نے بیوتت مسجد کی خصوصیت میں اپنی ذات بابرکات کو حضرت موسیٰ سے اور حضرت علی کو حضرت ہارون سے تشبیہ دی ہے چنانچہ درمنثور سیوطی میں ابو رافع سے مروی ہے کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب فقال ان اللہ امر موسیٰ و

لہ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ فیہ تشبیہ مبھم بیّنہ بقولہ الا انہ لا نبی بعدی فعرف ان الاتصال المذکور بینھما لیس من جھۃ النبوۃ بل من جھۃ ما دونھا وھو الخلافۃ اور کفایت الطالب محمد بن یوسف الکنجی الشافعی میں ہے کہ وقال الحاکم کان ھارون افضل امۃ موسیٰ فوجب ان یکون علی افضل امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

هارون ان یتبوأ القومهما بیوتا وامرهما ان لا یبیت فی مسجدهما جنب ولا یقربوا فیہ النساء الا ھارون وذریتہ ولا یحل لاحد ان یقرب النساء فی مسجدی ھذا ولا یبیت فیہ جنب الا علی و ذریتہ (یعنی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا موسیٰ اور ہارون کو کہ اپنی قوم کے لیے مکانات بنوادین نیز یہ حکم دیا کہ اُن کی مسجد مین سوا اُن کے اور اُن کی ذریت کے اور کوئی جنب شخص نہ رہے نہ عورتون سے قربت کرے۔ پس اسی طرح میری اس مسجد مین بھی سوا میرے اور علیؑ اور علیؑ کی ذریت کے نہ کسی کو بحالت جنابت رہنا درست ہے۔ نہ عورتون سے قریب ہونا۔

اور جذب القلوب الی دیار المحبوب محدث دہلوی مین ہے کہ آنحضرت بمنبر رفت وحمد وثناے مولی گفت وگفت حق سبحانہ وتعالی وحی فرستاد بر موسیٰ علیہ السلام کہ مسجدے بناکن موصوف بصفت طہارت وساکن نشود کسے دروے جز تو وہارون وپسران ہارون شبر وشبیر وہمچنین وحی کرد برمن کہ مسجدے سازم طاہر کہ ساکن نشود دروے جز من وعلی وپسران او حسن وحسین (یعنی) آنحضرت منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وثناے مولی کے بعد فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالی نے وحی بھیجی حضرت موسے پر کہ

[illegible] ایک مسجد موصوف بصفت طہارت بنا کرو اور تمین سوا تمھارے

اور ہارون اور پسران ہارون شبر و شبیر کے اور کوئی نہ رہے اور

اسی طرح وحی بھیجی مجھپر کہ ایک مسجد طاہر بنا کرون جسمین سوا میرے

اور علیؑ اور پسران علیؑ حسنؑ و حسینؑ کے اور کوئی نہ رہے۔

ہفتم یہ کہ حدیث منزلت سے عموم منزلت ہارونیہ کا پورا ثبوت پاکر بعض صحابہ

نے استعظاماً حدیث موصوف کی تحقیق فرمائی ہے چنانچہ صحیح مسلم مین ہے کہ

عن سعید بن المسیب عن عامر بن سعد بن ابی وقاص

عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلعم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون

من موسی الا انہ لا نبی بعدی قال سعید فاحببت ان

اشافھ بھا سعدا فلقیت سعدا فحدثتہ بما حدثنی

بہ عامر فقال انا سمعتہ قلت انت سمعتہ قال

فوضع اصبعیہ علی اذنیہ فقال والا فاستکتا۔

(یعنی) سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ عامر

بن سعد نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاصؓ[1] کی زبانی روایت کیا کہ

جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم میرے لیے اسی

منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے

[1] یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے لیکن جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی

نے تحفۂ اثنا عشریہ مین اس حدیث کو صحیحین سے بروایت براء بن عازب نقل فرمایا ہے۔ وان ہذا الشئ عجاب

...ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہین ہے یہ سنکر مین نے چاہا کہ خود

سعد سے مل کر بالمشافہہ اس حدیث کی تصدیق کرون چنانچہ مین نے

سعد سے مل کر دریافت کیا تو اُنھون نے کہا کہ ہان مین نے

اس حدیث کو رسول اللہ سے سُنا ہے مین نے مکرر پوچھا کہ کیا

تم نے واقعی سُنا ہے سعد نے اپنے کانون پر انگلیان رکھ کر کہا کہ بلاشبہہ

مین نے سُنا ہے ورنہ یہ دونون کان بہرے ہو جائین۔

ہشتم یہ کہ اروی بنت الحارث نے حدیث منزلت پر عموم منزلت ہارونیہ کا اطلاق

کر کے اس سے احتجاج فرمایا ہے چنانچہ تاریخ ابو الفداء او تاریخ ابن شحنہ مین ہے کہ

دخلت علیہ (ای معاویۃ بن ابی سفیان) اروی

بنت الحارث بن عبد المطلب فقال لها مرحبا بك

یا خالة کیف حالك فقالت بخیر یا ابن اختی لقد

کفرت النعمة واسأت لابن عمك الصحبة وتسمیت

بغیر اسمك واخذت غیر حقك وکنا اهلبیت اعظم الناس

فی هذا الدین بلاءً حتی قبض الله نبیه مشکورا سعیه

مرفوعا منزلته فوثبت علینا بعده بنو تیم وعدی

وامیة فابتزونا حقنا وولیتم علینا فکنا فیکم بمنزلة

بنی اسرائیل فی آل فرعون وکان علی بن ابیطالب

بعد نبینا صلی الله علیه وسلم بمنزلة هارون من موسی

(یعنی) اروی بنت حارث پیغمبر خدا کی چچازاد بہن کا گزر معاویہ کی طرف ہوا جو اُسوقت حاکم تھے تو انھیں دیکھ کر معاویہ نے کہا کہ اے خالہ آپ کا کیا حال ہے انھون نے فرمایا کہ اے بھانجے اچھی ہون بیشک تو نے کفران نعمت کیا اور اپنے ابن عم کے ساتھ بُرے سلوک سے پیش آیا اور تو نے اپنا وہ نام رکھا جس کے قابل نہ تھا اور جو تیرا حق نہ تھا اسکو تو نے ہم سے چھین لیا اور ہم اہلبیت رسالت اس دین مین ابتلاءِ اعظم الناس رہے ہے حتی کہ رسول اللہ نے وفات پائی (جنکی سعی مشکور اور منزلت رفیع تھی) پس آنحضرت کے بعد بنی تیم و بنی عدی و بنی امیہ ہم پر ٹوٹ پڑے اور ہمارا حق اڑا لے گئے اور بالآخر تم لوگ حکمران بن گئے حالانکہ ہم تم لوگون مین ایسے تھے جیسے بنی اسرائیل قوم فرعون مین اور بعد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علیؑ بمنزلہ ہارون کے تھے موسیٰ سے۔

نہم یہ کہ جناب سیدہؑ فاطمہ نے حدیث منزلت پر عموم منزلت ہارونیہ کا اطلاق کر کے اس سے احتجاج فرمایا ہے چنانچہ اسنی المطالب شمس الدین جزری صاحب حصن حصین مین ہے کہ

عن فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی عنہا قالت انسیتم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم

غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (یعنی) حضرت فاطمہ

بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا

انھوں نے اے قوم آیا تم بھول گئے رسول اللہ صلعم کا بروز

غدیر خم یہ فرمانا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور آنحضرت کا

یہ ارشاد کہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ

دہم یہ کہ خود بعض طرق حدیث منزلت سے عموم منزلت ہارونیہ اور خلافت بعد النبی کا ثبوت اظہر من الشمس ہے چنانچہ امام المحدثین نسائی نے کتاب الخصائص کی ایک حدیث میں عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے کہ

فقال (رسول اللہ صلعم) اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ

ھارون من موسیٰ ثم قال انت خلیفتی یعنی فی کل مومن

(یعنی) رسول اللہ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ آیا تم رضامند نہیں ہو کہ میرے لیے اسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے پھر ارشاد کیا کہ تم میرے خلیفہ ہو یعنی میرے بعد کل مومنین میں میرے خلیفہ ہو۔

یازدہم یہ کہ حسب افادہ بعض علمائے کرام بھی حدیث منزلت سے علیؑ کی عموم منزلت ہارونیہ اور خلافت متصلہ کا ثبوت ہوتا ہے چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بسلسلہ شرح حدیث موصوف فرماتے ہیں کہ

فیہ ایماء الی انہ لو کان بعدہ نبی لکان علیا (یعنی) حدیث

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ مین یہ اشارہ ہے کہ اگر

جناب رسول خدا کے بعد کوئی نبی ہوتا تو علیؑ ہوتے۔

غرضکہ ان تمام شواہد بینہ سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جناب پیغمبر خدا نے
حضرت علیؑ کی منزلت ہارونیہ کے لیے دعا فرمائی اور حضرت علیؑ کو جناب رسول
مقبول کے ساتھ بالعموم وہی منزلت حاصل تھی جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ کے
ساتھ حاصل تھی نیز حضرت علی کار تبلیغ مین اسی طرح جناب رسالتمآب کے شریک و سہیم تھے
جس طرح حضرت ہارون کار تبلیغ مین حضرت موسیٰ کے شریک و سہیم تھے یہی وجہ ہے
کہ تبلیغ آیات سورہ براءت کا شرف حضرت علیؑ ہی کو ملا اور جناب رسالتمآب نے
فرمایا کہ میری جانب سے تبلیغ رسالت سوا میرے اور علیؑ کے کوئی نہین کر سکتا
چنانچہ خصائص نسائی مین حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ۔

قال رسول اللہ صلعم لا یودی عنی الا انا و علی (یعنی) فرمایا

رسول مقبول نے کہ میری جانب سے کار تبلیغ کو سوا میرے اور

علیؑ کے کوئی ادا نہین کر سکتا۔

نیز جامع ترمذی اور مسند احمد حنبل مین حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لا یودی عنی الا انا و علی (یعنی) فرمایا

سرور کائنات نے کہ کار تبلیغ کو میری جانب سے سوا میرے یا علیؑ

کے کوئی ادا نہین کر سکتا۔

پس جبکہ رسول کی جانب سے چند آیات قرآنیہ کی تبلیغ علیؑ کے سوا کوئی نفس ادا نہ کر سکا تو تمامی آیات و احکام قرآنیہ کی تبلیغ ادا کرنے کا خداداد منصب سوا علیؑ کے کسکو ہو سکتا ہے جسکے حق مین سرور کائنات نے علیؑ مع القرآن و القرآن مع علی (علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے) ارشاد کیا اور جسکو خدا نے ازل ہی سے اپنے رسول کی مدد اور نصرت کے لیے مخصوص و معین فرمایا جیسا کہ اکثر احادیث مین وارد ہوا ہے مثلاً تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے کہ۔

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما عرج بی رأیت علی ساق العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله ايدته بعلی (یعنے) انس بن مالک سے مروی ہے کہ فرمایا جناب رسالتماب نے جب مجکو معراج ہوئی تو مین نے ساق عرش پر لکھا ہوا دیکھا کہ لا اله الا الله محمد رسول الله ايدته بعلی (یعنی) سوا خدا کے کوئی معبود نہین ہے محمد اس کا رسول ہے۔ خدا نے اپنے رسول کی مدد علیؑ سے فرمائی۔

اور معجم کبیر طبرانی مین ہے کہ

عن ابی الحمراء قال قال رسول الله صلعم لما اسری بی الی السماء دخلت الجنة فرأیت فی ساق العرش

---

[1] اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور طبرانی نے معجم اوسط مین حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے۔

الا یمین مکتوب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اید تہ بعلی

ونصرتہ بعلی (یعنی) ابوالحمراء سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے

فرمایا جب مجھے (شب معراج مین) آسمانون کی سیر کرائی گئی اور

مین جنت مین داخل ہوا تو ساق عرش کے داہنے جانب مین نے

لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اید تہ بعلی

ونصرتہ بعلی (یعنی) نہین کوئی معبود سوا خدا کے۔ محمدؐ اس کا

رسول ہے خدا نے اپنے رسول کی مدد اور نصرت علیؑ سے فرمائی۔

اور شفا[۱] قاضی عیاض مین ہے کہ

عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلعم لما اسری بی

الی السماء اذا علی العرش مکتوب لا الٰہ الا اللہ

محمد رسول اللہ اید تہ بعلی (یعنی) ابوالحمراء سے مروی ہے

کہ فرمایا جناب رسالت مآب نے جب شب معراج مین مجھے آسمانون

کی سیر کرائی گئی تو مین نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اید تہ بعلی (یعنی) نہین ہے

---

[۱] کشف الظنون مین ہے کہ شفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ للامام الحافظ ابی الفضل

عیاض بن موسیٰ القاضی وھو کتاب عظیم کثیر الفائدۃ لم یولف مثلہ فی الاسلام شکر اللہ

سبحانہ وتعالی سعی مولفہ اور وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہے کہ القاضی ابوالفضل بن

موسیٰ کان امام وقتہ فی الحدیث وعلومہ وصنف التصانیف المفیدۃ۔

کوئی معبود سوا خدا کے۔ محمدؐ رسول اُس کا ہے۔ اللہ نے اپنے رسول کی مدد علیؑ سے کی۔

زہے شانِ مکانِ حیدرؑ اوجِ در و بامش
کہ بر عرشِ خدائے لم یزل مکتوب شد نامش

تعالی اللہ کیا عالی منزلت ہے وہ وصی نبی جس کے نام کو علی اعلے عرش بریں پر اپنے حبیب کے نام سے ہمدوش فرما کر اسکی ذات با برکات کو آیہ مباہلہ میں نفس نبی[1] قرار دے اور کیا گرامی مرتبت ہے وہ خدا کا ولی جسکو سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا "علی کنفسی" کا تمغہ دے کر اسکے حق میں یہ دعا فرمائے کہ اللّٰھم ادر الحق حیث ادار (یعنی) خداوندا پھیر دے حق کو علیؑ کے ساتھ جس طرف علیؑ پھرے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جناب رسالتمآب نے اس فقرۂ دعائیہ میں یہ نہیں فرمایا کہ خدایا پھیر دے علیؑ کو حق کے ساتھ جس طرف حق پھرے بلکہ یہ فرمایا کہ خدایا پھیر دے حق کو علیؑ کے ساتھ جس طرف علیؑ پھرے یعنی خود حق علیؑ کا تابع رہے اور یہ حدیث حضرت علیؑ کے معصوم ہونے کی بین دلیل ہے کیونکہ خدا کا رسول کسی جائز الخطا شخص کے لیے ہرگز یہ نہ فرمائے گا کہ حق اسکا تابع رہے بلکہ انھیں حضرات کے باب میں ارشاد کرے گا جن کی معصومیت کا اعلان من جانب اللہ بذریعہ آیہ انما یرید اللہ

---

[1] حاکم نے مستدرک میں بسند صحیح روایت کی ہے کہ قال جابر انفسنا رسول اللہ و علی و ابنائنا الحسن والحسین و نسأنا فاطمۃ (یعنی) آیہ مذکورہ میں انفسنا سے رسول خدا و علی مرتضی مراد ہیں اور ابنائنا سے حسن و حسین اور نساءنا سے فاطمہ مراد ہیں صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین [2] خصائص نسائی ص۱۵ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے کہا ہے کہ ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین نیز یہ حدیث جامع ترمذی میں بھی ہے

لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا نازل فرمایا گیا چنانچہ احمد حنبل وتفسیر ابن جریر معجم کبیر طبرانی مین ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ

نزلت هذه الآیۃ فی خمسۃ النبی صلعم وعلی وفاطمۃ و حسن وحسین رضی اللہ عنہم (یعنی) یہ آیہ تطہیر پانچ بزرگان دین جناب رسول خدا اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ سلام اللہ علیہم کی شان مین نازل ہوا ہے۔

اور تفسیر فتح القدیر شوکانی مین ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ

ان اهل البیت المذکورین فی الآیۃ هم علی فاطمۃ والحسن والحسین خاصۃ (یعنی) آیہ تطہیر مین جن اہلبیت کا ذکر ہے وہ مخصوصہ علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ہین۔

اور صواعق محرقہ مین بروایت ابن جریر مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم انزلت هذه الآیۃ فی خمسۃ فیّ وفی علیؑ والحسنؑ والحسینؑ وفاطمۃؑ (ترجمہ) فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ آیہ تطہیر پانچ شخصون یعنی میری اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور فاطمہؑ کی شان مین نازل ہوا ہے۔

کمال افسوس ہے کہ باوجود ان احادیث صحیحہ کے جو صریحاً اس بات پر نص مین ہین کہ آیہ تطہیر مین اہلبیت سے مخصوصہ جناب رسول خدا و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ مراد ہین اور آیہ موصوفہ انھین حضرات کی شان مین نازل ہوا ہے ہمارے

برادرانِ اسلامی کا ایک گروہ اس ضد پر ادھار کھائے ہوئے ہے کہ آیہ تطہیر میں اہلبیت سے ازواج نبی مراد ہیں اور آیۂ مذکورہ کا نزول انھیں کے حق میں ہوا۔

مجھے اس موقع پر اپنے بھائیون سے مناظرہ منظور نہین ہے البتہ بعض امور کے متعلق حسب صراحت ذیل استفادہ کرنا چاہتا ہون۔

(امر اوّل) اللہ تعالیٰ نے اہلبیت کو جس پلیدی سے پاک کرنے کا ارادہ فرمایا اس سے ظاہری نجاست مراد ہے یا باطنی اگر ظاہری نجاست مراد ہے تو ایسی نجاست کو ہر معمولی شخص صابون لگا کر دھو سکتا ہے۔ معاذ اللہ ارادۂ ایزدی کو اس کا فاعل قرار دینا صرف حماقت ہی نہین بلکہ گناہ عظیم ہے اور اگر اس پلیدی سے باطنی نجاست یعنی معصیت[1] مراد ہے جسکو خدا نے اہلبیت سے دور کرنے کا ارادہ فرمایا تو اہلبیت کے معصوم ہونے مین وہی شک کر سکتا ہے جو خدا کے کلام کو برحق نہ سمجھتا ہو۔

پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ جو برادران لفظ اہلبیت کا اطلاق ازواج نبی پر کر کے آیۂ تطہیر کا نزول انھیں کی شان مین بیان کرتے ہین آیا ازواج نبی کو معصوم بھی سمجھتے ہین یا نہین۔

(امر دوم) جامع ترمذی و مستدرک حاکم مین حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ

قالت فی بیتی نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا وفی البیت فاطمۃ وعلی والحسن والحسین فجللھم رسول اللہ صلعم بکساء کان علیہ ثم

---

[1] تفسیر بیضاوی [illegible]

قال اللهم هؤلاء اهلبیتی فاذهب عنهم الرجس و طهرهم
تطهیرا (یعنی) حضرت ام سلمہ کہتی ہین کہ آیہ انما یرید اللہ (الآیہ)
میرے گھر مین نازل ہوا اور وہان فاطمہؑ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ بھی
موجود تھے پس جناب رسالتمآب نے اُن کو اپنی چادر مین لے لیا
بعد ازان فرمایا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہین ان سے پلیدی کو
دور فرما اور انکو ایسا طاہر کردے جو حق طہارت ہے۔
اور تفسیر درمنثور سیوطی مین بروایت خطیب ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ
نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت
ویطھرکم تطھیرا فی بیت ام سلمۃ فدعا النبی صلی اللہ
علیہ وسلم علیا و فاطمۃ و حسنا و حسینا فجللھم بکساء ثم
قال اللھم ھؤلاء اھلبیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم
تطھیرا قالت ام سلمۃ وانا معھم یا نبی اللہ قال انت علی
مکانک وانت الی خیر (یعنی) آیہ تطہیر ام سلمہ کے گھر مین نازل ہوا
تو جناب رسول خدا نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو داخل کیسا فرماکر
کہا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہین ان سے پلیدی کو دور کردے
اور ان کو پاک کردے جیسا کہ پاکیزگی کا حق ہے حضرت ام سلمہ
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین بھی ان لوگون کے ساتھ شامل ہون
آنحضرت نے ارشاد کیا کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور تمھارا انجام بخیر ہے۔

اور معجم کبیر طبرانی و مسند احمد حنبل کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ

قالت ام سلمۃ فرفعت الکساء لادخل معھم فجذبہ من یدی

(یعنی) ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے چادر اٹھا کر چاہا کہ میں بھی اُن کے ساتھ شامل ہوں تو آنحضرت نے میرے ہاتھ سے چادر کھینچ لی۔

اور تفسیر در منثور سیوطی و تفسیر ابن مردویہ کی ایک حدیث میں ہے کہ

قلت یا رسول اللہ الست من اھل البیت قال انک من ازواج النبی وانک الی خیر (یعنی) حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ (جب رسول اللہ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کو کسا میں داخل فرمایا) تو میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں اہلبیت سے نہیں ہوں۔ آنحضرت نے ارشاد کیا کہ تو ازواج نبی سے ہے اور تیرا انجام بخیر ہے۔

پس کیا باعث ہے کہ وقت نزول آیۂ موصوفہ جناب رسالتمآب نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہی کو اپنے ساتھ داخل کسا کر کے فرمایا کہ اللھم ھؤلاء اھلبیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا اور ازواج نبی میں سے کسی ایک کو بھی داخل کسا کیا نہ ان کی طہارت کاملہ کے لیے دعا فرمائی حتی کہ حضرت ام سلمہ کی درخواست پر بھی اُن کو علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے ساتھ داخل کسا ہونے کی اجازت نہ دی بلکہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور ان کے ہاتھ سے چادر کھینچ لی نیز جب انھوں نے کہا کہ کیا میں اہلبیت سے نہیں ہوں تو آنحضرت نے جواب دیا کہ تم ازواج نبی سے ہو۔

(۳) امر سوم تفسیر معالم التنزیل وغیرہ مین ہے کہ جب آیۂ تطہیر نازل ہوا تو ازواج نبی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم مین کوئی امر خیر نہین ہے جس کا ذکر قرآن مین ہو پس یہ آیت نازل ہوئی کہ

ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمؤمنات والقنتین والقنتات والصدقین والصدقات والصبرین والصبرات والخشعین والخشعات والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصئمت والحافظین فروجھم والحفظت والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃً واجرا عظیما

نیز تفسیر بیضاوی مین ہے کہ

روی عن ازواج النبی علیہ الصلوۃ والسلام قلن یا رسول اللہ ذکر اللہ الرجال فی القرآن بخیر فما فینا خیر نذکر بہ فنزلت ان المسلمین والمسلمات (الآیہ) یعنی ازواج بنی نے رسول مقبول سے کہا کہ یا رسول اللہ خدا نے قرآن مین مردون ہی کا ذکر خیر کیا ہے تو کیا ہم مین کوئی امر خیر نہین ہے جو ہمارا ذکر قرآن مین ہو تب یہ آیت ان المسلمین والمسلمات نازل ہوئی۔

پس اگر آیۂ تطہیر ازواج نبی کی شان مین نازل ہوا تھا تو اُنھون نے رسول اللہ سے اپنی حق تلفی کا شکوہ کیون کیا اور اُن کی شکایت پر آیۂ تطہیر کے عوض مین

اور معجم کبیر طبرانی و مسند احمد حنبل کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ

قالت ام سلمۃ فرفعت الکساء لادخل معھم فجذبہ من یدی

(یعنی ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے چادر اٹھا کر چاہا کہ میں بھی اُن کے ساتھ

شامل ہوں تو آنحضرت نے میرے ہاتھ سے چادر کھینچ لی۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر ابن مردویہ کی ایک حدیث میں ہے کہ

قلت یا رسول اللہ الست من اھل البیت قال انک من

ازواج النبی وانک الی خیر (یعنی حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ (جب

رسول اللہ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کو کسا میں داخل فرمایا) تو میں نے

کہا یا رسول اللہ کیا میں اہلبیت سے نہیں ہوں۔ آنحضرت نے

ارشاد کیا کہ تو ازواج نبی سے ہے اور تیرا انجام بخیر ہے۔

پس کیا باعث ہے کہ وقت نزول آیۂ موصوفہ جناب رسالتمآب نے علیؑ و فاطمہؑ

و حسنؑ و حسینؑ ہی کو اپنے ساتھ داخل کسا کرکے فرمایا کہ اللھم ھؤلاء اھلبیتی فاذھب

عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا اور ازواج نبی میں سے کسی ایک کو بھی داخل کسا

کیا نہ ان کی طہارت کاملہ کے لیے دعا فرمائی حتی کہ حضرت ام سلمہ کی درخواست

پر بھی اُن کو علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے ساتھ داخل کسا ہونے کی اجازت

نہ دی بلکہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور ان کے ہاتھ سے چادر کھینچ لی نیز جب

اُنھوں نے کہا کہ کیا میں اہلبیت سے نہیں ہوں تو آنحضرت نے جواب دیا کہ

تم ازواج نبی سے ہو۔

(امر سوم) تفسیر معالم التنزیل وغیرہ مین ہے کہ جب آیۂ تطہیر نازل ہوا تو ازواج
نبی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم مین کوئی امر خیر نہین ہے جس کا
ذکر قرآن مین ہو پس یہ آیت نازل ہوئی کہ

ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمؤمنات
والقنتین والقنتات والصدقین والصدقات والصبرین
والصبرات والخشعین والخشعات والمتصدقین والمتصدقات
والصائمین والصئمت والحافظین فروجہم والحفظت
والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لہم مغفرۃ
واجرا عظیما

نیز تفسیر بیضاوی مین ہے کہ

روی عن ازواج النبی علیہ الصلوۃ والسلام قلن یا رسول اللہ
ذکر اللہ الرجال فی القرآن بخیر فما فینا خیر نذکر بہ فنزلت
ان المسلمین والمسلمات (الآیہ) یعنی ازواج نبی نے رسول مقبول سے
کہا کہ یا رسول اللہ خدا نے قرآن مین مردون ہی کا ذکر خیر کیا ہے تو کیا
ہم مین کوئی امر خیر نہین ہے جو ہمارا ذکر قرآن مین ہو تب یہ آیت
ان المسلمین والمسلمات نازل ہوئی۔

پس اگر آیۂ تطہیر ازواج نبی کی شان مین نازل ہوا تھا تو اُنھون نے رسول اللہ سے
اپنی ... کا شکوہ کیون کیا اور اُن کی شکایت پر آیۂ تطہیر کے عوض مین

ایک دوسری آیت کیون نازل ہوئی۔

(امر چہارم) جامع ترمذی و مسند احمد حنبل و مستدرک حاکم و معجم کبیر طبرانی وغیرہ مین انس بن مالک سے مروی ہے کہ۔

ان رسول اللہ صلعم یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج لصلوٰۃ الفجر یقول الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا (یعنے بعد نزول آیہ تطہیر چھ مہینے تک رسول مقبول کا یہ معمول رہا کہ جب نماز صبح کے لیے باہر نکلتے تو خانۂ جناب سیدہؑ کی جانب گزرتے ہوے فرماتے کہ الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا (یعنے) نماز کا وقت ہے اے اہل بیت بہ تحقیق اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اے اہلبیت کہ تم سے پلیدی کو دور کرکے تم کو طہارت کاملہ عطا فرمائے۔

پس کیا وجہ ہو کہ جناب سالتمآب نزول آیۂ تطہیر کے بعد برابر چھ مہینے تک بوقت صبح صرف درخانہ جناب فاطمہؑ کی جانب گزرتے ہوے آیہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا کے ساتھ ندا فرماتے رہے اور جن ازواج نبی کے حق مین آیۂ تطہیر کا نازل ہونا بیان کیا جاتا ہے اُن مین سے کسی ایک کے گھر کی طرف ایک دن بھی تشریف لیجا کر آنحضرت نے اعلانًا آیہ موصوفہ کی ندا نہ فرمائی۔

(امر پنجم) جب آیۂ مباہلہ نازل ہوا تو جناب رسالتمآب نے نصارائے بنی
نجران سے فرمایا کہ جس باب مین تم ہمارا کہنا نہین مانتے آؤ ہم تم (اپنے اپنے
اہلبیت کو ساتھ لے کر) جھوٹون پر لعنت یعنی دعاے بد کرین چنانچہ صحیح مسلم
و مشکوٰۃ بلکہ جمیع کتب تفسیریہ و حدیثیہ مین سعد بن ابی وقاص و دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ

لما نزلت هذه الآیة قل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم
و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم (الآیہ) دعا رسول الله
صلعم علیا و فاطمة و حسنا و حسینا فقال اللهم هؤلاء اهلبیتی
(یعنی) جب یہ آیت نازل ہوئی کہ آؤ ہم تم اپنے فرزندون اور نساء
اور نفوس کو لے کر درگاہ خدا مین جھوٹون کے لیے بددعا کرین تو
جناب رسالتمآب علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو ساتھ لے کر
مباہلے کے لیے تشریف لے گئے اور درگاہ خدا مین عرض کی کہ
خداوندا یہ میرے اہلبیت ہین۔

پس کون سی وجہ ہے کہ جس طرح نزول آیۂ تطہیر کے موقع پر جناب رسول خدا نے
حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہی کو داخل کسا فرما کر ارشاد کیا کہ خداوندا یہ میرے
اہلبیت ہین اسی طرح مباہلے کے موقع پر بھی انھین حضرات کو ساتھ لے جا کر ارشاد
کیا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہین اور جن ازواج نبی پر ہمارے دوست اہلبیت
کا اطلاق فرماتے ہین اور جن کی شان مین آیۂ تطہیر کا نازل ہونا بیان کرتے ہین
ان مین سے کسی ایک کو بھی مباہلے کے نازک موقع پر اپنے ساتھ لے جا کر یہ

ایک دوسری آیت کیون نازل ہوئی۔

(امر چہارم) جامع ترمذی و مسند احمد حنبل و مستدرک حاکم و معجم کبیر طبرانی وغیرہ مین انس بن مالک سے مروی ہے کہ۔

ان رسول اللہ صلعم یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج لصلوٰۃ الفجر یقول الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا یعنے بعد نزول آیہ تطہیر چھ مہینے تک رسول مقبول کا یہ معمول رہا کہ جب نماز صبح کے لیے باہر نکلتے تو خانۂ جناب سیدہؑ کی جانب گزرتے ہوے فرماتے کہ الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا (یعنے) نماز کا وقت ہے اے اہل بیت بہ تحقیق اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اے اہلبیت کہ تم سے پلیدی کو دور کرکے تم کو طہارت کاملہ عطا فرمائے۔

پس کیا وجہ ہو کہ جناب رسالتمآب نزول آیہ تطہیر کے بعد برابر چھ مہینے تک بوقت صبح صرف درخانہ جناب فاطمۃؑ کی جانب گزرتے ہوے آیہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا کے ساتھ ندا فرماتے رہے اور جن ازواج نبی کے حق مین آیہ تطہیر کا نازل ہونا بیان کیا جاتا ہے اُن مین سے کسی ایک کے گھر کی طرف ایک دن بھی تشریف لیجاکر آنحضرت نے اعلانًا آیہ موصوفہ کی ندا نہ فرمائی۔

(امر پنجم) جب آیۂ مباہلہ نازل ہوا تو جناب رسالتمآب نے نصارائے بنی نجران سے فرمایا کہ جس باب میں تم ہمارا کہنا نہیں مانتے آؤ ہم تم اپنے اپنے اہلبیت کو ساتھ لے کر جھوٹوں پر لعنت یعنی دعائے بد کریں چنانچہ صحیح مسلم و مشکوٰۃ بلکہ جمیع کتب تفسیریہ و حدیثیہ میں سعد بن ابی وقاص و دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ

لما نزلت هذه الاٰية قل تعالوا ندع ابناء نا وابناء كم ونساء نا ونساء كم وانفسنا وانفسكم (الاٰية) دعا رسول الله صلعم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء اهلبيتي

(یعنی) جب یہ آیت نازل ہوئی کہ آؤ ہم تم اپنے فرزندوں اور نساء اور نفوس کو لے کر درگاہ خدا میں جھوٹوں کے لیے بددعا کریں تو جناب رسالتمآب علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو ساتھ لے کر مباہلے کے لیے تشریف لے گئے اور درگاہ خدا میں عرض کی کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہیں۔

پس کون سی وجہ ہے کہ جس طرح نزول آیۂ تطہیر کے موقع پر جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہی کو داخل کسا فرما کر ارشاد کیا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہیں اسی طرح مباہلے کے موقع پر بھی انھیں حضرات کو ساتھ لے جا کر ارشاد کیا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہیں اور جن ازواج نبی پر ہمارے دوست اہلبیت کا اطلاق فرماتے ہیں اور جن کی شان میں آیہ تطہیر کا نازل ہونا بیان کرتے ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی مباہلے کے نازک موقع پر اپنے ساتھ لے جا کر یہ

اعلان نہ فرمایا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہین۔

امر ششم (مسند احمد حنبل و مستدرک حاکم و مسند ابو یعلی و معجم کبیر طبرانی) مین حضرت علی سے مروی ہے کہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النجوم امان لاھل السماء اذا ذھبت النجوم ذھبوا واھلبیتی امان لاھل الارض فاذا ذھب اھلبیتی ذھب اھل الارض

(یعنے) فرمایا جناب رسول مقبول نے کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہین جب ستارے جاتے رہین گے تو اہل آسمان بھی باقی نرہینگے اور میرے اہلبیت اہل زمین کے لیے امان ہین۔ جب میرے اہلبیت نہ رہین گے تو اہل زمین بھی نہ رہین گے۔

پس دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر اہلبیت سے ازواج نبی مراد ہین تو انکے باقی نہ رہنے پر اہل زمین کیون باقی رہے یعنی لازم تھا کہ جب ازواج نبی مین سے کوئی باقی نہ جاتا تو اہل زمین بھی باقی نہ رہتے بخلاف اسکے حسب پیشینگوئی جناب مخبر صادق اہلبیت رسالت کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہین ہوسکتا چنانچہ مسند احمد حنبل مین عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لا تذھب الدنیا ولا تنقضی حتی یملک رجل من اھلبیتی (یعنے) جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ دنیا ختم اور منقضی نہوگی تا اینکہ مالک زمین ہوجائے ایک مرد میرے اہلبیت سے

نیز سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لیبعث اللہ رجلا من اھلبیتی (یعنے) فرمایا رسول مقبول نے کہ اگر نہ باقی رہ جائے دنیا سے مگر صرف ایک دن تحقیق مبعوث فرمائے گا اللہ تعالیٰ ایک مرد کو میرے اہلبیت سے۔

(امر ہفتم) جن ازواج کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دیدیا تھا کیا بعد طلاق بھی وہ زمرۂ اہلبیت میں داخل رہیں اور آیۂ تطہیر کا اثر طہارت اُن میں باقی رہا یا بعد طلاق ان کا نام فہرست اہلبیت سے خارج ہو گیا اور آیۂ تطہیر کا اثر طہارت بھی ان سے زائل ہو گیا۔

(امر ہشتم) احادیث رسول و اقوال صحابہ سے بلا اختلاف ثابت ہے کہ اہلبیت پر صدقہ حرام تھا مثلاً معجم کبیر طبرانی میں ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لا احل لکم اھل البیت من الصدقات شیئا (یعنے) اے اہلبیت تمہارے لیئے صدقات میں سے کوئی شے حلال نہیں ہے۔

اور مسند احمد حنبل میں ابن ابی لیلے سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم الا ان الصدقۃ لا تحل لنا ولا ھلبیتی (یعنے) آگاہ ہو کہ میرے اور میرے اہلبیت کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔

پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا ازواج نبی پر صدقہ حرام تھا یا حلال اگر حرام تھا تو اس کا کیا ثبوت ہے اور اگر حلال تھا تو ان کو اہلبیت قرار دینا چہ معنی دارد۔

(امر نہم) سابقاً تفسیر در منثور سیوطی اور جذب القلوب محدث دہلوی کے حوالون سے ذکر کر چکا ہون کہ سوا پنجتن پاک کے اصحاب و ازواج نبی مین سے کسی کو بحالت ضرورت غسل مسجد نبوی مین جانے کی اجازت نہ تھی[1]۔

پس جبکہ ہمارے دوست آیہ تطہیر مین اہلبیت سے ازواج نبی مراد لیتے ہین اور آیہ تطہیر کا نزول انھین کی شان مین بیان کرتے ہین تو کیا وجہ ہے کہ ازواج نبی تو بحالت ضرورت غسل مسجد نبوی مین نہ جانے پائین اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ جو نہ اہلبیت کے صحیح مصداق سمجھے جائین نہ انکی شان مین آیہ تطہیر کا نازل ہونا مسلم مانا جائے وہ بحالت ضرورت غسل مسجد نبوی مین دھڑلے کے ساتھ داخل ہونے کے اہل قرار دیے جائین۔

(امر دہم) صدہا احادیث سے ثابت ہے کہ جناب رسالتمآب نے کھلے الفاظ مین علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پر اہلبیت کا اطلاق فرمایا ہے مثلاً آیہ تطہیر اور آیہ مباہلہ کے موقع نزول پر انھین کی نسبت فرمایا کہ اللھم ھؤلاء اھلبیتی

---

[1] اس مضمون کی حدیثین اکثر محدثین نے روایت کی ہین مثلاً ابن عساکر نے حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے کہ قال رسول اللہ صلعم الا ان مسجدی ھذا حرام علی کل حائض من النساء و کل جنب من الرجال الا علی محمد و علی اھلبیتہ علی و فاطمۃ والحسن و الحسین

یا یہ ارشاد کیا کہ ادعوا لی اهلبیتی علی وفاطمة والحسن والحسین یا یہ فرمایا کہ لا احل لکم اهل البیت من الصدقات شیئاً نیز یہ کہ ان صدقة لا تحل لنا ولاهل بیتی پس دریافت طلب یہ امر ہو کہ کیا جس طرح آنحضرت نے بحالات متعددہ علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ پر کھلے الفاظ میں اہلبیت کا اطلاق کیا اسی طرح کہیں اپنی ازواج پر بھی اہلبیت کا اطلاق فرمایا ہو اور کیا اسی وجہ سے محدثین متقدمین نے کتب حدیثیہ (مثلاً مشکوٰۃ وغیرہ) مین باب مناقب اہلبیت النبی اور باب مناقب ازواج النبی کو جدا جدا ترتیب دیا ہے[1]۔

سابقاً بسلسلہ ذکر حدیث منزلت عرض کر چکا ہون کہ جناب رسول خدا نے جس موقع پر اللہ تعالیٰ سے حضرت علی کے لیے دعائے منزلت ہارونیہ فرمائی ہی اس کا ذکر انشاء اللہ آئندہ ہوگا چنانچہ حسب وعدہ یہان اس کا بیان کیا جاتا ہے۔

تفسیر ابو اسحق ثعلبی وتفسیر غرائب القرآن علامہ نیشاپوری مین ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ

صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما صلوة الظہر فسأل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد فرفع السائل یدہ الی السماء وقال اللهم اشهد انی سألت فی مسجد الرسول صلعم فما اعطانی احد شیئاً وعلی علیہ السلام کان

---

[1] مستدرک حاکم وغیرہ۔

راکعا فاومآ الیہ بخنصر الیمنی وکان فیہا لخاتم فاقبل

السائل حتی اخذ الخاتم فرآہ النبی صلعم فقال اللھم ان اخی موسیٰ

سالک فقال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل

عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی

ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری فانزلت قرآنا

ناطقا سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا اللھم

وانا محمد نبیک وصفیک فاشرح لی صدری ویسر لی امری

واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اشدد بہ ازری قال ابوذر

فواللہ ما اتم رسول اللہ ھذہ الکلمۃ حتی نزل جبریل

فقال یا محمد اقراء انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا

الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوۃ وھم

راکعون (یعنی) ابوذر کہتے ہین کہ مین نے ایک دن جناب رسول خدا

کے ساتھ نماز ظہر پڑھی ناگہان ایک سائل نے مسجد نبوی مین

سوال کیا لیکن کسی نے اسکو کچھ نہ دیا پس سائل نے آسمان کی

جانب ہاتھ اُٹھاکر کہا کہ خداوندا گواہ رہ مین نے مسجد رسول

مین دست سوال دراز کیا لیکن کسی نے مجھے کچھ نہ دیا

اُسوقت علیؑ ابن ابیطالب رکوع مین تھے اپنی انگشت خنصر سے

۵؎ تفسیر مدارک التنزیل نسفی میں ہے والآیۃ تدل علی جواز الصدقۃ فی الصلوۃ

جس مین انگشتری تھی سائل کی جانب اشارہ کیا اور سائل وہ
انگوٹھی لے کر چلا گیا۔ جب یہ حال جناب رسالت مآب نے دیکھا
تو بارگاہ ایزدی مین عرض کیا کہ الٰہی تجھ سے میرے بھائی موسیٰ نے
سوال کیا تھا کہ میرے سینے کو کھول دے۔ میرے کام کو آسان کر
میری زبان کی لکنت کو دور کر دے تاکہ لوگ میری بات سمجھین
اور میرے اہل سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اس سے
میری ڈھارس کو مضبوط کر اور اُسکو میرے کام مین شریک فرما
چنانچہ تو نے موسیٰ کی دعا قبول فرمائی۔ پروردگار میرے
مین بھی تیرا نبی ہون پس میرے سینے کو بھی وسیع کر دے
میرے کام کو آسان فرما اور میرے اہل سے علی کو میرا وزیر بنا
اور اس سے میری ڈھارس کو مضبوط کر۔ ابوذر کہتے ہین کہ خدا کی
قسم رسول اللہ نے یہ کلمات تمام ہی کیے تھے کہ جبرئیل امین
آیۂ کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ (الآیہ) لیکر نازل ہوے جس کا
خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بیشک تمہارا ولی خدا اور رسول
اور وہ مومنین ہین جو نماز پڑھتے ہین اور بحالت رکوع
زکوٰۃ دیتے ہین (انتہیٰ)

واضح ہو کہ روایت مذکورہ جہان یہ ظاہر کرتی ہے کہ جناب رسول خدا نے کس موقع پر
حضرت علیؑ کی منزلت ہارونیہ کے لیے دعا فرمائی تھی وہان یہ بھی ثابت کرتی ہے

کہ آیہ موصوفہ یعنی انما ولیکم اللہ خدا کی جانب سے علیؑ کی ولایت کا فرمان ہے جس کا اعلان رسول مقبول نے بھی اپنی بیشمار حدیثون مین فرمایا ہے مثلاً مسند ابو داؤد طیالسی مین عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لعلی انت ولی کل مومن من بعدی (یعنے) فرمایا جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ سے کہ تم میرے بعد ہر مومن کے ولی ہو۔

اور جامع ترمذی و خصائص نسائی و مسند ابن ابی شیبہ مین عمران بن حصین سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا من علی وھو ولی کل مومن من بعدی (یعنے) فرمایا جناب رسول خدا نے کہ علیؑ مجھ سے ہین اور مین علی سے ہون اور وہ بعد میرے ہر مومن کے ولی ہین۔

اور مستدرک حاکم و دلائل النبوۃ بیہقی مین عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لعلی انت ولی کل مومن ومومنۃ بعدی (یعنے) فرمایا جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ سے کہ تم میرے بعد ہر مومن و مومنہ کے ولی ہو۔

نوٹ

جو حضرات خواہ مخواہ ان حدیثون مین (ولی) کے معنی (دوست) بتاتے ہین

اُن سے میں صرف اسقدر دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا رسول مقبول کے ارشاد کا صحیح مفہوم یہی ہوسکتا ہے کہ علیؑ میرے بعد ہر مومن و مومنہ کے دوست ہیں (اور میری زندگی میں ہر مومن و مومنہ کے دشمن) ماشاء اللہ۔ این معنی و این مقصد و این مطلب دلکش + آں شرح ندارد کہ بگفتار در آید۔

الغرض اگر بنظر امعان و ایمان دیکھا جائے تو احادیث متذکرہ بالا صریحاً اس بات پر نص ہیں کہ بعد رسولؐ ولایت حقہ کا منصب حضرت علیؑ کے لیے مختص کیا گیا خواہ ظاہر بینوں کے نزدیک اسکا ظہور کسی وقت میں ہوا ہو چنانچہ حضرت عثمان کے بعد جب لوگ حضرت علیؑ کی بیعت کر چکے تو (حسب روایت روضۃ الاحباب) جناب امیرؑ نے جو پہلا خطبہ ارشاد کیا اسکا ابتدائی فقرہ یہ ہے کہ الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ (یعنے احسان الٰہی کا شکر ہے کہ حق نے اپنے مستقر کی جانب رجوع کیا۔

میں اس موقع پر منصب ولایت کے متعلق دو مضمون بصیرت مشحون اور بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ تفسیر زاہدی و بحر مواج علامہ دولت آبادی و مدارک التنزیل نسفی میں تحت تفسیر آیہ نجویٰ حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ

سألت رسول اللہ صلعم مسائل فاجابنی عنها قلت یا رسول اللہ ما الوفاء قال التوحید والشهادة ان لا الٰه الا اللہ قلت وما الفساد قال الکفر والشرك باللہ قلت وما الحق قال الاسلام والقرآن والولایة اذا انتهت الیك

(یعنی حضرت علیؑ فرماتے ہین کہ مین نے رسول اللہ سے چند مسائل دریافت کیے اور آنحضرت نے مجھے اُن سوالات کے جواب دیے چنانچہ مین نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ وفا کیا ہے فرمایا کہ توحید اور اس بات کی گواہی کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہین ہے مین نے سوال کیا کہ فساد کس کو کہتے ہین فرمایا کہ کفر اور شرک کو مین نے پوچھا کہ حق کیا ہے فرمایا کہ اسلام و قرآن حق ہے اور ولایت[1] حق ہے جسوقت کہ تم کو پہونچے۔

دوسرا یہ کہ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت حقہ کے ساتھ حضرت علی مرتضیٰ کی ولایت متصلہ کا اعلان ہدایت نشان منادی غیب نے بھی باین الفاظ کیا ہے کہ

نادِ علیاً مظہر العجائب تجدہ عوناً لک فی النوائب

کل ہم وغم سینجلی بنبوتک یا محمد بولایتک یا علی

اور واضح ہو کہ نادِ علیاً کا قصہ ظنی نہین ہے بلکہ یقینی ہے چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین فرماتے ہین۔ کہ

---

[1] بعض متکلمین متعصبین نے اس فقرے کے مفہوم مین بھی تعصب کے روڑے اٹکلے ہین اور اسکے تاویلی معنی یہ بتاتے ہین کہ "ولایت حق ہی تمھاری طرف منتہی ہونے تک" حالانکہ اگر یہ معنی مقصود ہوتے تو فقرہ مذکورہ یون ہوتا کہ الولایۃ الیٰ ان تنتھی الیک اور جبکہ الیٰ کا لفظ نہین ہے بلکہ اذا کا لفظ ہے تو صریحاً اس فقرے کے معنے یہی ہوے کہ "اور ولایت حق ہے جسوقت کہ تم کو پہونچے"۔

ومنقول است کہ در ہمین جنگ رضوان بمنقبت علی مرتضیٰ میخواند

لاسیف الا ذو الفقار ولافتی الا علی الکرار وبمزید الیقین

قصہ نادعلیا مظہر العجائب ہم درین معرکہ واقع شدہ باشد (انتہی)

واضح ہو کہ مین نے یہان تک جو کچھ لکھا وہ آیہ وانذر عشیرتک الاقربین

کے فوائد تفسیریہ پر متفرع تھا جس کا نزول ابتدائے تبلیغ رسالت کے زمانے مین ہوا

اور اب متوکلاً علی اللہ آیہ یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان

لم تفعل فما بلغت رسالتہ کے مقاصد تفسیریہ عرض کرتا ہون جو انتہائے

تبلیغ کے موقع پر نازل ہوا۔

مسند عبد بن حمید و تفسیر ابن جریر و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر ثعلبی و

اسباب النزول واحدی و عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی و فضائل الصحابہ

ابن عساکر و تفسیر فتح القدیر شوکانی و تفسیر فتح البیان صدیق حسن خان مین ابو سعید

خدری سے مروی ہے کہ

نزلت ہذہ الآیۃ یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک

یوم غدیر خم فی علی بن ابیطالب (یعنی) آیہ یاایہا الرسول

بلغ ما انزل الیک من ربک رسول اللہ پر بروز غدیر خم

علی بن ابی طالب کی شان مین نازل ہوا۔

اور تفسیر غرائب القرآن نیشاپوری مین ہے کہ

صہ ۴۷

ان ھذہ الآیۃ نزلت فی فضل علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ

یوم غدیر خم فاخذ رسول اللہ صلعم بیدہ وقال من کنت

مولاہ فعلی مولاہ (یعنی) آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل

الیک من ربک علی بن ابیطالب کے فضل مین نازل ہوا اور جب

نازل ہوا تو جناب رسالتمآب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا

کہ جس کا مین مولا ہون اس کا علی مولا ہے۔

اور تفسیر در منثور سیوطی و تفسیر فتح القدیر شوکانی و تفسیر فتح البیان صدیق حسن خان

مین عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مین آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما

بلغت رسالتہ کو یون پڑھتے تھے کہ

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا

مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ (یعنی)

اے رسول پہونچا دو اس حکم کو جو تم پر نازل کیا گیا ہے کہ علیؑ کل

مومنین کا مولیٰ ہے اور اگر تم نے اس حکم کو نہ پہونچایا تو گویا خدا

کی رسالت ہی ادا نہ کی۔

ہمارے دوستون کا یہ عجیب انصاف ہے کہ اگرچہ لفظ مولیٰ کے معنی علاوہ

دوست اور غلام کے مالک۔ آقا۔ ناصر اور ولی امر بھی ہین لیکن جن حدیثون مین حضرت

علیؑ کے متعلق مولا کے الفاظ وارد ہوئے ہین انکے معنی مختصہ دوست ہی بتاتے ہین

چنانچہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے معنی بھی یہ قرار دیتے ہین کہ جسکا مین دوست ہون اسکے علی دوست ہین غنیمت یہ ہی کہ ہمارے دوست، حدیث من کنت مولاہ" مین مولا کے معنی دوست ہی بتلاتے ہین غلام نہین بتاتے ورنہ ممکن تھا کہ وہ حضرت علیؑ کی ضد پر بارگاہ رسالت کا ادب و احترام بھی بالائے طاق رکھ دیتے۔

یہ بھی طرفہ تماشا ہی کہ بعض متکلمین نے حدیث غدیر خم یعنی "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے ارشاد کا سبب اس روایت کو قرار دیا ہی کہ بریدہ نے یمن سے واپس آکر رسول اللہ کے حضور مین یہ شکایت کی تھی کہ علیؑ نے مال خمس مین سے ایک لونڈی لے لی ہی اسپر آنحضرتؐ نے منقبض ہو کر فرمایا کہ یابریدۃ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" (وفی حدیث البخاری) فان لہ فی الخمس اکثر من ذلک یعنی اے بریدہ جس کا مین مولا ہون علی بھی اسکے مولا ہین اور ان کو مال خمس مین اس سے زیادہ تصرف کا حق حاصل ہے۔[۱]

نیز بعض مناظرین حدیث موصوف کے ایراد کا سبب اس روایت کو بتاتے ہین کہ اسامہ بن زید نے حضرت علی سے کہا تھا کہ "لست مولای انما مولای رسول اللہ" یعنی تم میرے مولی نہین ہو بلکہ میرے مولی رسول اللہ ہین یہ سنکر آنحضرتؐ نے ارشاد کیا کہ جسکا مین ولی ہون علی بھی اسکے ولی ہین[۲] لیکن اولاً تو جبکہ بعض متکلمین حدیث موصوف کا اصلی سبب روایت بریدہ کو قرار دیتے ہین اور بعض مناظرین روایت اسامہ کو تو بفحوائے اذا تعارضا تساقطا ان دونون متضاد اور متعارض روایتون مین سے ایک بھی خطبہ غدیر خم کا سبب قرار نہین پاسکتی بلکہ صریحاً ثابت ہوتا ہے جس طرح رسول خدا نے حدیث علی منی

---

[۱] خصائص للنسائی ۱۲ [۲] تیسیر شرح جامع صغیر للمناوی و مرقاۃ شرح المشکوٰۃ للملا علی قاری و نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض للخفاجی وغیرہا ۱۲

بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کو تنہا متعدد مواقع پر ارشاد کیا ہے اسی طرح بریدہ اور اسامہ کی زبان درازی پر اُن کو بھی تم تنہا حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا سبق دیا جسکو خطبہ غدیر خم سے مطلقًا تعلق نہین ہے۔

ص ۵۰

ثانیًا منجملہ ہر دو روایات متذکرہ کے پہلی روایت مین رسول مقبول کا مخاطبہ صرف بریدہ سے ہی اور دوسری روایت مین فقط اسامہ سے بخلاف اسکے خطبہ غدیر خم کا مخاطبہ ایک جم غفیر و مجمع کثیر کے ساتھ ہی بین تفاوت راہ از کجاست تابکجا۔

ثالثًا بڑے لطف کی بات یہ ہی کہ دونون روایتون مین مولیٰ کے معنی دوست نہین ہوسکتے بلکہ مالک و متصرف فی الامر ہی ثابت ہوتے ہین یعنی بریدہ کی اس جفلی کا کہ علیؑ نے مال خمس مین سے ایک لونڈی لےلی ہی" ہرگز یہ بے محل جواب نہین ہوسکتا کہ جس کا دوست مین ہون اسکے دوست علی بھی ہین بلکہ صحیح اور دندان شکن جواب یہی ہوسکتا ہی کہ جس کا مالک اور متصرف فی الامر مین ہون اسکے مالک او متصرف فی الامر علیؑ بھی ہین۔

نیز اسی طرح اسامہ بن زید کا حضرت علیؑ کی مولائیت سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ علیؑ میرے مولیٰ نہین ہین بلکہ میرے مولیٰ رسول اللہ ہین صریحًا یہ کہنا ہے کہ علیؑ میرے آقا نہین ہین بلکہ میرے آقا رسول اللہ ہین اور جناب رسالت مآب کا اسکے جواب مین یہ ارشاد کرنا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ بدیہی طور پر یہ معنی ثابت کرتا ہی کہ جس کا آقا مین ہون اسکے آقا علی بھی ہین۔

اب بعون اللہ تعالیٰ مین ثبوت مزید کے طور پر چند ایسی دلائل ساطعہ

پیش کرتا ہون جنسے ناظرین پر آفتاب کی طرح روشن ہو جائیگا کہ فقرہ "من کنت مولاہ" مین مولا کا صحیح مفہوم کیا ہے۔

دلیل اول چونکہ جناب رسالت مآب نے حدیث مابہ البحث مین ایسا لفظ استعمال نہین فرمایا جو مختص بمعنی محبت ہو اور یہ ارشاد نہین کیا کہ جس کا مین محب ہون علی بھی اسکے محب ہین بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جسکا مین مولا ہون علی بھی اسکے مولا ہین لہذا جن معانی مین جناب رسالتمآب ہر مومن اور مومنہ کے مولا تھے انہین کل معانی مین حضرت علی بھی ہر مومن اور مومنہ کے مولا قرار پائے چنانچہ حضرت شاہ علی حسن صاحب جائسی فرماتے ہین کہ

چرا در معنی من کنت مولا میری ہر سو علی مولا بآن معنی کہ پیغمبر بود مولا

پس اگر ہمارے دوست جناب رسالت مآب کو ہر مومن اور مومنہ کا مالک آقا ناصر ولی امر اور محبوب سمجھتے ہین تو اُن کو ماننا پڑے گا کہ حضرت علی بھی ہر مومن اور مومنہ کے مالک۔ آقا۔ ولی امر۔ ناصر اور محبوب ہین والا فلا

دلیل دوم اکثر حفاظ حدیث نے فرمایا ہے کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کثیر الطرق ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے بسند صحیح و حسن مروی ہو کر حد تواتر کو پہونچی ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ابن حجر عسقلانی مین ہے کہ

ھو کثیر الطرق جدا و کثیر من اسانیدھا صحاح وحسان

(یعنی) یہ حدیث کثیر الطرق ہے اور اس کی اکثر اسناد صحیح و حسن ہین

اور صواعق محرقہ مین ہے کہ

رواہ ثلاثون صحابیا (یعنی) حدیث موصوف کو تیس صحابیون نے روایت کیا ہے۔

اور جمع الجوامع سیوطی مین ہے کہ

حدیث متواتر (یعنی) یہ حدیث متواتر ہے اور مرقاۃ شرح مشکوۃ ملا علی قاری مین ہے کہ

وبعض الحفاظ عدہ متواترا (یعنی) بعض حفاظ حدیث نے اس حدیث کو احادیث متواترہ مین شمار کیا ہے۔

اور سیف المسلول قاضی ثناء اللہ پانی پتی مین ہے کہ

این حدیث بدرجہ صحت بلکہ بدرجۂ تواتر رسیدہ (یعنی) یہ حدیث درجہ صحت بلکہ درجۂ تواتر کو پہونچی ہے۔

اور اسنی المطالب شمس الدین محمد جزری مین ہے کہ

صحیح من وجوہ کثیرۃ x وھو متواتر عن النبی صلعم رواہ الجم الغفیر من الصحابۃ (یعنی) یہ حدیث وجوہ کثیرہ کے رو سے صحیح ہے اور صحابہ کی جماعت کثیرہ نے اسکو رسول اللہ سے روایت کر کے درجۂ تواتر کو پہونچایا ہے۔

پس جبکہ حسب افادہ علمائے کرام ثابت ہوا کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ "(حدیث لانرث ولا نورث کی طرح) اخبار احاد سے نہین ہے بلکہ

بسند صحیح وطرق کثیر صحابہ کے جم غفیر سے مروی ہوکر حد تواتر کو پہونچ گئی ہو تو ظاہر ہو کہ کوئی حدیث بلا وجہ مشہور و متواتر نہین ہوتی بلکہ حدیث کا اہم مقصود ہی اسکی شہرت و تواتر کا باعث ہوتا ہو لہذا جائے غور ہے کہ کیا حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا مقصود اہم یہی ہو سکتا ہو کہ جس کا مین دوست ہون اُس کے علی بھی دوست ہین اور کیا اسی مقصود بے سود کی بنیاد پر اس حدیث کو جم غفیر صحابہ نے روایت کر کے حد تواتر کو پہونچایا ہو لا واللہ بلکہ حدیث موصوف کا صحیح اور صاف مفہوم یہی ہو کہ جس کا مالک اور ولی امر مین ہون اس کے مالک اور ولی امر علی بھی ہین۔

دلیل سوم (جسکو خدا ساز دلیل کہنا چاہیے) یہ ہو کہ جناب رسالتمآب نے آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے نازل ہونے پر غدیر خم مین حضرت علیؑ کو مولائے مومنین کا منصب کرامت فرمایا یعنی جب بذریعہ آیہ موصوفہ یہ فرمان ایزدی صادر ہوا کہ "اے رسول اس حکم کو پہونچا دو جو تمھارے رب نے تم پر نازل کیا ہو اور اگر تم نے اس حکم کو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی" تب جناب رسول خدا نے اہتمام بلیغ کے ساتھ لوگون کو مجتمع کر کے ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد کیا اور ان سے اپنے اولی بتصرف و مولے ہونے کا اقرار کرا کے یہ اعلان فرمایا کہ جس کا مولی مین ہون اسکے مولی علیؑ ہین۔

پس جائے تامل ہے کہ جس امر اہم کی تبلیغ کے لیے خدائے عزاسمہ اپنے
حبیب سے تاکید کے ساتھ یہ ارشاد کرے کہ اگر تم نے اس امر کو نہ پہونچایا تو
گویا خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی اور جناب رسالت مآب اسکی تعمیل میں ایک
بلیغ خطبہ ارشاد کر کے یہ اعلان فرمائیں کہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" تو کیا
اس اہم ترین اعلان کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ جس کا دوست میں ہوں اسکے
دوست علی ہیں۔ بخدا ہرگز نہیں۔ بلکہ صریحاً اسکے یہی معنی ہوتے ہیں کہ جس کا
مالک و ولی امر میں ہوں۔ اسکے مالک و ولی امر علی ہیں (انتہےٰ)

میں اس موقع پر یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جمہوریت پسند صحاب
آیہ کریمہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت
رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کا بمقام غدیر خم نازل ہونا تسلیم
نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں کہ آیۂ موصوفہ شروع زمانہ بعثت میں نازل
ہوا ہے اور خدا نے اس آیت کے آخر میں [1] واللہ یعصمک من الناس
اسی لیے فرمایا کہ آنحضرت یہود و نصاریٰ کے شر سے بیخوف ہو کر امر تبلیغ
میں مشغول ہوں لیکن ہمارے احباب کی یہ توجیہ درحقیقت تار عنکبوت
سے بھی زیادہ کمزور ہے اس لیے کہ اولاً تو بر بنائے روایات صحیح متذکرہ سابق
ثابت ہے کہ آیۂ موصوفہ کا نزول بمقام غدیر خم حضرت علیؑ کی شان میں
ہوا نیز عبداللہ بن مسعود کی روایت سے تو یہانتک ثابت ہوتا ہے کہ

[1] و منہا واللہ یعصمک من الناس فی صحیح ابن حبان عن ابی ہریرۃ انہا نزلت فی السفر کما لا

رسول عہد رسول مین آیۂ مذکورہ کو یون پڑھتے تھے کہ

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین (یعنے) اے رسول اپنے رب کے اس حکم کو پہونچا دو کہ علی کل مومنین کا مولا ہے۔

ثانیاً یہ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ معظمہ مین مبعوث برسالت ہوئے اور سورۂ مائدہ جس مین آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک واقع ہی مدینے مین نازل ہوا چنانچہ فتح القدیر شوکانی مین ضمرہ بن حبیب اور عطیہ بن قیس سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم المائدۃ من اٰخر القراٰن تنزیلا (یعنے) جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ سورۂ مائدہ ازروے تنزیل آخر قرآن سے ہے۔

نیز تفسیر درمنثور سیوطی مین بروایت مسند احمد حنبل و مستدرک حاکم حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ

ایھا اٰخر سورۃ نزلت (یعنے) سورۂ مائدہ ازروے تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر مین ہے کہ۔

والصحیح ان ھذہ الاٰیۃ (یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک) مدنیۃ بل ھی من اواخر ما نزل بھا (یعنے)

صحیح یہ ہے کہ آیہ "یاایھاالرسول بلغ ما انزل الیک"

مدنی بلکہ قرآن کی آخری آیتوں سے ہے۔

پس جبکہ سورۂ مائدہ قرآن کی آخری سورت اور آیہ یاایھاالرسول بلغ ما انزل الیک قرآن کی آخری آیات سے ہے تو ہمارے احباب کا یہ فرمانا کہ آیہ موصوفہ کا نزول ابتدائے زمانہ بعثت میں ہوا قطعاً خلاف درایت اور مطلقاً ٹکسال باہر ہے۔

ثالثاً آیۂ موصوفہ میں کلمہ واللہ یعصمک من الناس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کہ (اے رسول) خدا تم کو یہود و نصاریٰ کے شر سے محفوظ رکھے گا بلکہ صحیح معنی یہ ہیں کہ (اے رسول) خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اور اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہے کہ خطبۂ غدیر خم کے وقت حضرت علی کے مولائے مومنین ہونے کی آتش مخالفت لوگوں کے دلوں میں مشتعل ہو گئی تھی لیکن خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اپنے حبیب کو مخالفین کے فتنہ و شر سے محفوظ رکھا چنانچہ علامہ محمدؐ بن سالم حفنی شافعی حاشیہ جامع صغیر سیوطی میں بسلسلہ ذکر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے ہیں کہ

لـه کتاب سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر میں ہے کہ محمد بن سالم بن احمد الشافعی المصری الشہیر بالحفنی الشیخ العالم المحقق المدقق العارف باللہ تعالیٰ قطب وقتہ × × ولد بحفنۃ قریۃ من قری مصر × واشتغل بالعلم من بہ من الفضلاء کمحمد بن عبداللہ السجلماسی و عبداللہ بن علی الشمرسی و مصطفیٰ بن احمد العزیزی والشمس محمد بن ابراہیم الزیادی الملقب بعبدالعزیز و علی بن المصطفیٰ السیواسی الحنفی × × والف التالیف النافعۃ۔

ولما سمع ذلک بعض الصحابۃ قال اما یکفی رسول اللہ

ان ناتی بالشہادۃ واقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوۃ حتی

یرفع علینا ابن ابی طالب فھل ھذا من عندک ام من

عند اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم واللہ الذی لا الہ الا ھو انہ من

عند اللہ و ھو دلیل علی عظم فضل علی (عینی)

خطبہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کو سن کر بعض صحابہ نے

جناب رسالت مآب سے کہا کہ کیا ہم لوگوں کا کلمہ شہادت

ادا کرنا اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کا پابند ہونا کافی نہیں ہے جو

اب ہم پر ابو طالب کے بیٹے کو بلندی اور فضیلت دی جاتی ہے

پس آیا یہ امر تمہاری جانب سے ہے یا خدا کی جانب سے

رسول مقبول نے فرمایا کہ واللہ یہ امر خدا کی جانب سے ہے

(علامہ حنفی فرماتے ہیں کہ) اور یہ واقعہ علیؑ کی عظیم فضیلت پر

دال ہے۔

رابعاً آیہ موصوفہ میں پروردگار عالم کا اپنے رسول سے یہ فرمانا کہ اگر تم نے

اس حکم کو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی، صاف طور پر

ظاہر کرتا ہے کہ رسول مقبول تبلیغ رسالت کے کام کو تقریباً انجام دے چکے تھے

نیز یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ جس حکم کے پہونچانے کا خدا نے آیہ موصوفہ میں حکم دیا وہ

ایسی اہمیت رکھتا تھا جسکے پہونچائے بغیر تبلیغ رسالت نامکمل تھی (انتہیٰ)

دلیل چہارم مخفی نہ رہے کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ایک ایسے عظیم الشان اور ہدایت نشان خطبے کا جزو ہے جسکے مضامین عالیہ کو محدثین نے باسناد صحیحہ متعدد طرق سے روایت کیا ہے چنانچہ تاریخ ابن کثیر دمشقی میں براء بن عازب سے مروی ہے کہ

نزلنا مع رسول اللہ صلعم عند غدیر خم فبعث منادیا ینادی فلما اجتمعنا قال الست اولی بکم من اباء کم قلنا بلیٰ یا رسول اللہ قال الست الست قلنا بلیٰ یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فان علیا بعدی مولاہ (یعنی) ہم لوگ رسول خدا کے ساتھ غدیر خم مین وارد ہوے تو آنحضرتؐ نے ایک منادی کو حکم دیا کہ لوگون کو ندا کرے چنانچہ جب ہم سب مجتمع ہوے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیا مین تم لوگون کے لیے تمہارے آبا سے اولے نہین ہون۔ ہم سب نے کہا کہ بیشک یا رسول اللہ آپ ہمارے آبا سے اولیٰ ہین۔ پھر آنحضرتؐ نے مکرر ارشاد کیا کہ کیا مین تمھارے لیے تمھارے آبا سے اولی نہین ہون۔ ہم سب نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ آپ ہمارے لیے ہمارے آبا سے اولیٰ ہین تب آنحضرت نے فرمایا کہ بتحقیق جس کا مین مولا ہون اس کا مولا میرے بعد علیؑ ہے۔

پس اس حدیث سے دو مفید باتین مستفاد ہوتی ہین۔ ایک یہ کہ آنحضرتؐ کا اپنی اولویت کا اقرار کرا کے من کنت مولاہ ارشاد کرنا واضح طور پر ثابت کرتا ہے کہ جس حیثیت سے آنحضرتؐ نے اپنے مولا ہونے کا اظہار فرمایا ہے وہ بمعنی محبت نہین ہے بلکہ بمعنی اولویت ہے۔ دوسری یہ کہ آنحضرت کا یہ فرمانا کہ جس کا مین مولا ہون میرے بعد علیؑ اس کا مولا ہے یہ بے تکے معنی نہین ظاہر کرتا کہ جس کا مین دوست مین میرے بعد علیؑ اسکے دوست ہین (اور میری زندگی مین اسکے دشمن ہین) بلکہ صاف طور سے یہ معنی ثابت کرتا ہے کہ جسکا مالک اور آقا مین ہون اسکے آقا اور مالک میرے بعد علی ہین۔

نیز صواعق محرقہ ابن حجر مکی مین بروایت طبرانی وغیرہ بسند صحیح مروی ہے کہ

ان رسول اللہ صلعم خطب بغدیر خم تحت شجرات فقال ایہاالناس انہ قد نبأنی اللطیف الخبیر انہ لم یعمر نبی الا نصف عمر الذی یلیہ من قبلہ وانی لاظن ان ادعی فاجیب وانی مسئول وانکم مسئولون فماذا انتم قائلون قالوا نشھد انک قد بلغت وجہدت ونصحت فجزاک اللہ خیرا فقال الیس تشھدون ان لا الہ الا اللہ محمد عبدہ ورسولہ وان جنتہ حق وان نارہ حق وان الموت حق وان البعث حق بعد الموت وان الساعۃ اٰتیۃ لاریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور

قالوا بلی نشهد بذلک قال اللهم اشهد ثم قال یا

ایها الناس ان الله مولای و انا مولی المومنین و انا

اولی بهم من انفسهم فمن کنت مولاه فهذا مولاه

یعنی علیا (یعنی) جناب رسول خدا نے بمقام غدیر خم درختون کے نیچے

خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا کہ خدائے لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی

ہے کہ ہر نبی اپنے پہلے نبی کی نصف عمر پاتا ہے چنانچہ

مین گمان کرتا ہون کہ عنقریب بارگاہ ایزدی سے میری طلبی

ہوگی جسے مین قبول کرون گا (سنو) وہان مجھ سے سوال کیا

جائے گا اور تم لوگون سے بھی۔ پس تم کیا کہو گے۔ سب نے

کہا کہ ہم لوگ گواہی دیتے ہین اور دین گے کہ آپ نے احکام

الٰہی کو کما حقہ پہونچایا اور حق کوشش و نصیحت کو بخوبی

ادا فرمایا۔ خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

پھر آنحضرت نے ارشاد کیا کہ کیا تم لوگ اس بات کی

گواہی نہین دیتے کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہین۔ محمد اس کا

بندہ اور رسول ہے۔ جنت اور نار حق ہین۔ موت اور بعث

بعد الموت حق ہے۔ قیامت کے آنے مین کچھ شبہ نہین ہے

اور خدا ان سب کو جو قبور مین ہین زندہ فرمائے گا۔ سب نے

کہا بیشک ہم ان تمام باتون کا اقرار کرتے ہین یہ سن کر

رسول مقبول نے فرمایا کہ بار الٰہا تو شاہد رہ پھر ارشاد کیا کہ ایہا الناس اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے اور میں کل مومنین کا مولا اور اُن کے لیے اُن کے نفوس سے اولیٰ ہوں پس جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؑ مولا ہے۔

اور خصائص نسائی میں بروایت ابو الطفیل زید بن ارقم سے مروی ہے کہ لما رجع النبی صلعم من حجۃ الوداع و نزل غدیر خم امر بدوحات فقممن ثم قال کانی دعیت فاجبت و انی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاٰخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی فان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ مولای و انا ولی کل مومن ثم اخذ بید علی رضی اللہ عنہ فقال من کنت ولیہ فھذا ولیہ فقلت لزید سمعتہ من رسول اللہ قال من کان فی الدوحات احد الا راٰہ بعینہ وسمعہ باذنیہ (و فی حدیث آخر) قال لا تشک انا سمعتہ من رسول اللہ صلعم وعن سعد قال کنا مع رسول اللہ صلعم لطریق مکۃ فلما بلغ غدیر خم وقف للناس ثم رد من تبعہ ولحقہ من تخلف فما اجتمع الناس الیہ قال

ایھا الناس من ولیکم قالوا اللہ و رسولہ ثلاثا ثم اخذ

بید علی فاقامہ ثم قال من کان اللہ و رسولہ ولیہ

فھذا ولیہ (یعنے) جب جناب رسول خدا نے حجۃ الوداع

سے مراجعت کرکے مقام غدیر خم مین نزول اجلال فرمایا تو حکم دیا

کہ منبر تیار کیا جائے چنانچہ منبر تیار کیا گیا اور آنحضرتؐ نے اُسپر

رونق افروز ہوکر فرمایا کہ مین جناب باری مین بلایا گیا ہون

اور مین نے حکم الٓہی کو قبول کیا ہے۔ اب مین تم مین دو عظیم چیزین

چھوڑتا ہون ایک کتاب خدا دوسری اپنی عترت اہلبیت

اگر تم ان دونون سے تمسک کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہوگے

پس دیکھو کہ میرے بعد ان دونون سے تمسک کرنے مین کس طرح

عمل کرتے ہو اور یہ دونون جب تک میرے پاس حوض کوثر پر

وارد ہون ایک دوسرے سے جدا نہون گے۔ پھر آنحضرتؐ نے

ارشاد فرمایا کہ (سنو) میرا مولا اللہ تعالیٰ ہے اور مین کل مومنین کا

ولی ہون بعد ازان حضرت علی کا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ (دیکھو)

جس کا ولی مین ہون اس کے ولی علی ہین۔ ابو الطفیل کہتے

ہین کہ جب مین نے یہ حدیث سُنی تو زید بن ارقم سے پوچھا

کہ کیا تم نے اسکو رسول خدا سے سُنا ہے۔ زید بن ارقم نے

کہا کہ ایک مین کیا جتنے لوگ منبر کے گرد مجتمع تھے ان سب نے

آنحضرت کو یہ ارشاد کرتے ہوئے دیکھا اور اپنے کانون سے سُنا
نیز دوسری روایت مین ہے کہ زید نے کہا تم شک نہ کرو
مین نے اسکو رسول اللہ سے سُنا ہے اور سعد بن ابی وقاص
سے روایت کی گئی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ ہمسفر تھے
جب آنحضرتؐ غدیرخم مین پہونچے تو آپ نے لوگون کو توقف کا
حکم دیا چنانچہ جو لوگ آگے نکل گئے تھے واپس آئے اور جو پیچھے
رہ گئے تھے وہ پہونچ گئے اور جب سب لوگ مجتمع ہوے
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ فرما کر ارشاد کیا کہ ایہا الناس
تمہارا ولی کون ہے" لوگون نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا
رسول۔ یہ سُنکر جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حضرت علیؑ کو بلند کیا اور فرمایا کہ اللہ اور اسکا رسول جسکا
ولی ہے علیؑ اس کا ولی ہے۔

پس حسب مضمون احادیث مذکورہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا حجۃ الوداع سے واپس ہوتے ہوے مقام غدیرخم مین پہونچ کر
توقف کرنا پیچھے رہ جانے والون کا انتظار فرمانا۔ جو لوگ آگے نکل گئے تھے
ان کو لوٹا کر منبر تیار کرانا اور اس منبر پر رونق افروز ہوکر اولا اپنے قرب وفات
کی خبر دینا بعد ازان بحیثیت ختم تبلیغ حضار جلسہ سے توحید و رسالت و قیامت
و بعث بعد الموت و ثواب و عقاب کے حق ہونے کا اقرار کرا کے یہ فرمانا کہ

مین تمھاری ہدایت کے لیے تم مین دو عظیم چیزین چھوڑتا ہون قرآن اور اپنی
عترت اہلبیت جو قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہونگے اگر تم میرے
بعد ان دونون سے تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے پس دیکھو کہ ان دونون سے
تمسک کرنے مین تم لوگ میری نصیحت پر کس طرح عمل کرتے ہو۔ اسکے بعد آنحضرت کا
حاضرین سے اپنے اولی تبصرف و مولائے مومنین ہونے کی شہادت لینا اور
حضرت علیؑ کو سب کے سامنے بلند فرماکر یہ ارشاد کرنا کہ "ایہا الناس جس کا مولا
مین ہون اس کا مولا علیؑ ہے" ہرگز ان معانی کا مصداق نہین ہو سکتا
کہ جس کا دوست مین ہون اسکے دوست علیؑ ہین بلکہ قطعیت کے ساتھ
یہی معنی ثابت کرتا ہے کہ جس کا آقا اور ولی امر مین ہون اسکے آقا اور ولی امر
علی ہین۔

دلیل پنجم - حدیث مسبوق الذکر سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جب
ابوالطفیل نے خطبہ غدیر خم اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا حال
سُنا تو اسکی عظمت پر نظر کرکے زید بن ارقم سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ کو ایسا
فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ زید بن ارقم نے کہا کہ تم اس مین ذرا بھی شک نہ کرو
ایک مین کیا جو لوگ منبر کے گرد جمع تھے سب نے آنحضرتؐ کو یہ ارشاد کرتے
ہوئے اپنی آنکھون سے دیکھا اور کانون سے سُنا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر حدیث
"من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کا صحیح مفہوم یہی ہوتا کہ جس کا دوست مین ہون
اسکے دوست علیؑ ہین تو یہ ایک ایسی معمولی بات تھی جس پر ابوالطفیل

متعجب ہوتے اور اسکو تحقیق طلب خیال نہ کرتے لیکن ان کا زید بن ارقم سے مل کر
بنظر استعجاب و استعظام اسکی تفتیش کرنا اور زید کا یہ کہنا کہ "تم اس مین شک
نہ کرو ایک مین کیا جمیع حضار جلسہ نے رسول اللہ کو ایسا فرماتے ہوے سنا ہے"
صراحۃً حدیث "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے یہی معنی ثابت کرتا ہے کہ جسکا
آقا اور ولی امر مین ہون اس کے آقا اور ولی امر علیؑ ہین۔

دلیل ششم حسب روایات صحیحہ ثابت ہے کہ جب بمقام غدیر خم
جناب رسالت مآب نے خطبہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" ارشاد کیا تو
اسکے بعد ہی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نے نزول اجلال فرما کر اکمال دین کا
مژدہ سنایا چنانچہ حافظ ابو نعیم[1] نے کتاب ما نزل من القرآن فی علی مین ابو سعید
خدری سے روایت کی ہے کہ

ص ۶۵

ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم	جناب رسول خدا نے حجۃ الوداع سے واپس
دعا الناس الی علی فی غدیر خم و امر	آتے ہوے بروز پنجشنبہ غدیر خم مین پہونچکر
بما تحت الشجرۃ من الشوک فقم	لوگون کو ولایت مرتضوی کی طرف دعوت
وذلک فی یوم الخمیس فدعا علیا	فرمائی اور حکم دیا کہ درختون کے نیچے سے
فاخذ بضبعیہ فرفعھما حتی نظر الناس	کانٹے وغیرہ صاف کیے جائین بعد ازان

[1] وفیات الاعیان ابن خلکان میں ہے کہ الحافظ ابو نعیم احمد بن حافظ عبد اللہ بن احمد
بن اسحق بن موسی بن مہران الاصبہانی الحافظ المشہور صاحب کتاب حلیۃ الاولیاء کان من
اعلام المحدثین واکابر الحفاظ الثقات واخذوا عنہ وانتفعوا بہ الخ۔

بیاض ابطی رسول اللہ ثم لم	حاضرین جلسہ کے روبرو حضرت علیؑ کے
یفترقوا حتی نزلت ہذہ الآیۃ	دونو بازو پکڑکر انھین اسقدر بلند کیا کہ
الیوم اکملت لکم دینکم	لوگون نے رسول خدا کی بغلون کی صباحت
واتممت علیکم نعمتی	مشاہدہ کی پس لوگ ابھی متفرق نہوے
ورضیت لکم الاسلام دینا	تھے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و
فقال رسول اللہ اللہ اکبر	اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
علی اکمال الدین واتمام النعمۃ	نازل ہوا۔ اور آنحضرتؐ نے اکمال دین
ورضی الرب برسالتی	اور اتمام نعمت پر تکبیر کہی نیز اس امر پر کہ
وبالولایۃ لعلی من	خدائے عزاسمہ انکی رسالت اور انکے بعد
بعدی۔	علی کی ولایت سے راضی ہوا۔

اور مناقب ابن[۱] المغازلی مین ابوہریرہ سے مروی ہے کہ

من صام ثمانیۃ عشرۃ من	جس نے اٹھارہوین ذی الحجہ کو روزہ رکھا
ذی الحجۃ کتب لہ صیام ستین	اسکے لیے دو مہینون کے روزے کا ثواب
شہرا وھو یوم غدیر خم لما اخذ النبی	لکھا گیا اور وہ دن غدیر خم کا ہے جبکہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم بید علی بن ابیطالب	نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑکر یہ ارشاد کیا کہ
فقال الست اولی بالمومنین من انفسہم	کیا مین مومنین کے لیے انکے نفوس سے اولی

[۱] کتاب انساب سمعانی مین ہے کہ ابوالحسن علی بن محمد بن الطیب الجلابی المعروف بابن المغازلی من اہل واسط العراق کان فاضلا عارفا برجالات واسط وحدیثہم وکان حریصا علی سماع الحدیث وطلبہ

قالوا بلی یا رسول اللہ قال
من کنت مولاہ فعلی مولاہ
فانزل اللہ تعالی الیوم اکملت
لکم دینکم و اتممت
علیکم نعمتی و رضیت
لکم الاسلام دینا۔

تمہین ہوں سب نے جواب دیا کہ بیشک آپ
بہر عنوان ہم سے اولی ہین آنحضرت نے فرمایا
کہ جس کا مین مولا ہون اس کا علی مولی ہے
پس نازل فرمایا خدا نے آیہ الیوم اکملت
لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و
رضیت لکم الاسلام دینا۔

اور تاریخ ابن واضح[ه] یعقوبی مین ہے کہ

وقد قیل انہ آخر ما نزل علیہ الیوم
اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم
نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا
وھی الروایۃ الصحیحۃ الثابتۃ الصریحۃ
وکان نزولہا فی امیر المومنین
علی ابن ابیطالب بغدیر خم

تحقیق ذکر کیا گیا ہے کہ حسب روایت
صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول خدا پر جو آیت
سب سے آخر مین نازل ہوئی وہ الیوم اکملت
لکم دینکم ہے اور اس آیت کا
نزول درباب امیر المومنین علی ابن ابیطالب
غدیر خم مین ہوا۔

پس جبکہ برنباے روایات صحیحہ وافادات حفاظ حدیث مستفاد ہوا کہ خطبہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے بعد ہی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نے

ه مولوی شبلی صاحب نعمانی الفاروق مین لکھتے ہین کہ ابن واضح تیسری صدی کا مورخ اور بڑے پایہ کا مصنف ہے" چونکہ دولت عباسیہ کے دربار سے تعلق تھا اسلیے تاریخ کا اچھا سرمایہ ہم پہونچا سکا اسکی تاریخ جو تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہی یورپ مین بمقام لیڈن چھاپی گئی۔

مژدہ اکمال دین و اتمام نعمت پہونچایا اور رسول کریم نے اپنی رسالت کے ساتھ علی کی ولایت کو خوشنودی خدائے علیم قرار دی تو صریحی اور بدیہی ضد ہو "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے یہی معنی ثابت ہوے کہ جسکے آقا اور ولی امر نبی باصفا ہین اسکے آقا اور ولی امر علی مرتضا ہین۔

مجھے اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین ولایت مرتضوی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول بروز غدیر خم تسلیم نہین کرتے اور کہتے ہین کہ آیہ موصوفہ بروز عرفہ حجۃ الوداع نازل ہوا لیکن اولا تو ان کا یہ قول بربنائے درایت مسلم نہین ہوسکتا جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب واضح ہوگا ثانیا اگر محض بربنائے روایت تھوڑی دیر کے لیے تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے ان روایات کو کچھ گزند نہین پہونچتا جو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول بروز غدیر خم ثابت کرتی ہین اسلیے کہ جن آیات کی شان نزول مین اختلافی روایتین وارد ہوئی ہین علمائے تفسیر نے ان کا مکرر نازل ہونا تسلیم کیا ہی چنانچہ کتاب الاتقان سیوطی مین ہے کہ

صرح جماعۃ من المتقدمین والمتاخرین بان من القرآن ماتکرر نزولہ (یعنی) مفسرین متقدمین و متاخرین کی ایک جماعت نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ قرآن کی آیتون مین سے ایسی آیتین بھی ہین جو دوبارہ نازل ہوئی ہین۔

اور جبکہ علمائے مفسرین نے اکثر آیات قرآنیہ کے تکرر نزول کا اعتراف کیا ہی

تو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا مکرر نازل ہونا بھی مستبعد نہین ہو سکتا چنانچہ علامہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامہ مین فرماتے ہین۔

فان روایۃ حبشون احتملت ان الآیۃ نزلت مرتین مرۃ بعرفۃ ومرۃ یوم الغدیر کما نزلت بسم اللہ الرحمن الرحیم مرتین مرۃ بمکۃ ومرۃ بالمدینۃ

(یعنی) روایت حبشون اس احتمال پر مبنی ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم دو بار نازل ہوا ایک بار بروز عرفہ اور ایک بار بروز غدیر خم جس طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم کا نزول دو بار ہوا ایکبار مکے مین اور ایکبار مدینے مین (انتہیٰ)

اب مین اس قول ارجح کی تائید مین کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز غدیر خم نازل ہوا یہ دکھلانا چاہتا ہون کہ قول مذکور صرف بربنائے روایت ہی مسلم نہین بلکہ درایۃً بھی مستند ہے اور اس مین شک نہین کہ کسی واقعے کے متعلق کوئی صحیح الاسناد سے زیادہ صحیح الاسناد روایت بھی اگر خلاف درایت ہو تو قابل قبول نہین ہو سکتی۔ مثلاً صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث مین ہے کہ جناب رسالت مآب کو قبل نبوت معراج ہوئی تو اگرچہ باعتبار اسناد یہ حدیث صحیح ہو لیکن باعتبار درایت مطلقاً غلط مانی جاتی ہے اسلیے کہ معراج کا واقعہ بالاتفاق بعد نبوت ہوا چنانچہ محدث نودی شرح صحیح مسلم مین فرماتے ہین۔

قولہ، وذلك قبل ان یوحی الیہ، وھو غلط فان الاسراء

اقل ما قیل فیہ انہ کان بعد مبعث بخمسۃ عشر شھرا

(یعنی) نبوت سے پہلے معراج ہونے کی حدیث بالکل غلط ہے

اسلیے کہ بتحقیق زمانہ بعثت سے کم از کم پندرہ مہینے کے بعد

آنحضرت کو معراج ہوئی ہے۔

پس چونکہ درایت کو من وجہ الاستقراء روایت پر تقدم ہی لہذا بوجوہ

مصرحہ ذیل یہی قول مسلم ہوگا کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز غدیر خم

نازل ہوا۔

اولاً یہ کہ سورۂ مائدہ بزمانۂ حجۃ الوداع مابین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ نازل

ہوا چنانچہ تفسیر کبیر ابن جریر مین ربیع بن انس سے اور تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر

فتح القدیر شوکانی مین محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ۔

نزلت سورۃ المائدۃ علی رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع

فیما بین مکۃ والمدینۃ (یعنی) سورۂ مائدہ جناب رسول خدا پر

زمانہ حجۃ الوداع مین مابین مکہ و مدینہ نازل ہوا۔

اور چونکہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم اسی سورہ کی ایک آیت ہے

لہذا ماننا پڑیگا کہ آیہ مذکورہ کا نزول بھی بمقام عرفات نہین ہوا بلکہ بمقام غدیر خم

ہوا اسلیے کہ جبل عرفات کا پتہ کسی محدث و مورخ نے مابین مکہ و مدینہ بیان

نہین کیا بخلاف اسکے غدیر خم کو جمیع محدثین و مورخین نے بالاتفاق مابین

مکہ و مدینہ بتایا ہے مثلاً معجم البلدان یاقوت حموی مین ہے کہ

وغدیر خم بین مکۃ والمدینۃ (یعنی) غدیر خم مابین مکہ و مدنیہ

واقع ہے۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ

قام رسول اللہ صلعم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خُماً

بین مکۃ والمدینۃ (یعنی) ایک دن جناب رسول خدا

خطبہ پڑھنے کو بمقام غدیر خم کھڑے ہوے جو مابین مکہ و مدنیہ

واقع ہے۔

ثانیاً جبکہ بربنائے روایات صحیحہ یہ ثابت ہے کہ بروز غدیر خم آیہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک کے نازل ہونے پر جناب رسالتمآب نے ایک ایسا جامع البیان خطبہ ارشاد فرمایا جو تبلیغی اتمام حجت مین عرفے کے خطبے سے بالاتر ہے اور جس مین آنحضرت نے تکمیل تبلیغ کی حیثیت سے اپنے قرب وفات کی خبر دے کر توحید و رسالت و قیامت و ثواب و عقاب کا لوگون سے اقرار کرایا اور ارشاد کیا کہ مین تمھاری ہدایت کو تم مین دو چیزین چھوڑتا ہون قرآن اور اپنی عترت اہلبیت اگر تم ان دونون سے تمسک کرتے رہوگے تو گمراہ نہوگے بعد ازان حاضرین سے اپنے اولی بتصرف و مولائے مومنین ہونے کی گواہی لے کر حضرت علی کو بلند کیا اور فرمایا کہ جسکا مولا مین ہون اسکا مولا علی ہے۔ تو اب کوئی متوسط الفہم شخص بھی یہ تسلیم

نہین کرسکتا کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول اس واقعے سے پہلے ہوا ہو اسلیے کہ بعد نزول آیہ موصوفہ اس آیت کا نازل ہونا محال ہے کہ
یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ (یعنی) اے رسول اس حکم کو
پہونچا دو جو تمھاری جانب نازل کیا گیا ہے اور اگر تم نے اسکو
نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی۔
پس صریحًا ثابت ہوا کہ جناب رسول مقبول نے آیہ یا ایھا الرسول
بلغ ما انزل الیک کی تعمیل مین بمقام غدیر خم جو خطبہ ارشاد کیا اسکے
بعد ہی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول ہوا اور اس سے پہلے نازل ہونیکی
روایت مطلقًا خلاف درایت ہے۔
دلیل ہفتم یہ ہے کہ خطبۂ غدیر خم کے متعلق جو روایتین وارد ہوئی ہین ان سب مین
یوم غدیر خم کے الفاظ ہین اور اہل علم سے پوشیدہ نہین کہ لفظ یوم کا
کسی مقام کے نام سے مضاف ہونا واقعے کی خبر دیتا ہے مثلًا یوم بدر و یوم
احد و یوم حنین کے معنی یہ ہوے کہ بروز واقعہ بدر و بروز واقعہ احد و بروز
واقعہ حنین پس علی ہذا القیاس یوم غدیر خم کا مفہوم بھی یہی ہوا کہ بروز واقعہ
غدیر خم اور چونکہ واقعہ غدیر خم مختصۂ خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ
سے تعلق رکھتا ہے لہذا حدیث موصوف مین لفظ مولا بمعنی آقا اور ولی امر ہی کے
معنی صادق آتے ہین دوست کے خانہ ساز معنی ہرگز واقعے کے اہمیت

ظاہر نہیں کرتے۔

دلیل ہشتم جبکہ احادیث متذکرۃ الصدر سے ظاہر ہو کہ جناب رسول خدا نے خطبۂ غدیر خم میں اولاً آیہ النبی اولی بالمومنین من انفسہم کو اپنے اولی تبصرف ہونے پر مستدل فرما کر لوگون سے باین الفاظ شہادت لی ہو کہ الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم بعد ازان فوراً یہ ارشاد کیا ہے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ (یعنے جسکا مولا مین ہون اسکے مولا علی ہین) تو صراحۃً اس حدیث مین مولا کے معنی اولی تبصرف ثابت ہوتے ہین۔

دلیل نہم یہ ہے کہ خود حضرت علی نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو اپنے اولی تبصرف ہونے پر حجت قرار دے کر اس سے احتجاج فرمایا ہے چنانچہ مسند احمد بن حنبل وغیرہ مین زید بن ارقم و دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ

استشھد علی الناس فقال انشد اللہ رجلا سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقام ستۃ عشر رجلا فشھدوا (یعنی حضرت علی نے لوگون کو قسم دلا کر فرمایا کہ تم مین سے جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے ہوے سنا وہ گواہی دے چنانچہ سولہ آدمیون نے گواہی دی کہ انھون نے رسول اللہ سے یہ حدیث سنی ہے

پس (بعد وفات جناب رسول خدا) حضرت علی کا خطبہ غدیر خم کو اپنے حق مین احتجاجاً پیش کر کے اصحاب رسول کو قسم دلانا کہ "تم مین سے جس نے بمقام غدیر خم آنحضرت کی زبان مبارک سے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ سنا ہو وہ گواہی دے قطعاً مولا کے معنی اولی بتصرف ثابت کرتا ہے۔

دلیل دہم یہ ہے کہ بعد وفات جناب سرور کائنات حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے بھی حدیث غدیر کو حضرت علی کے ولی امر خلافت ہونے پر مستدل کر کے اس سے احتجاج فرمایا ہے چنانچہ شمس الدین محمد جزری صاحب حصن حصین نے کتاب اسنی المطالب مین بسلسلہ ذکر حدیث غدیر حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ سے یون روایت کیا ہے کہ

عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم و رضى عنها قالت انسيتم قول رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم من كنت مولاه فعلى مولاه وقوله صلى الله عليه وسلم انت منى بمنزلة هارون من موسى (یعنی) حضرت فاطمہ نے لوگون سے فرمایا کہ کیا تم رسول اللہ کا قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ بھول گئے جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم مین ارشاد کیا تھا اور جناب رسول مقبول کا یہ قول بھی فراموش

کر گئے کہ علی مجھ سے بمنزلۂ ہارون کے ہین موسیٰ سے۔

پس بعد وفات سرور کائنات جناب سیدہ کا لوگون سے بطور احتجاج یہ فرمانا کہ کیا تم رسول اللہ کے قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو بھول گئے جسے آنحضرتؐ نے بروز غدیر خم ارشاد کیا تھا" اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ مین لفظ مولا کے معنی آقا اور ولی امر خلافت ہین۔

دلیل یازدہم یہ ہے کہ بروز غدیر خم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست حق پرست سے حضرت علی کے سر مبارک پر عمامہ باندھا چنانچہ اکثر کتب صحیحہ مین اسکے شواہد موجود ہین از انجملہ ریاض النضرہ[1] فی فضائل العشرہ مولفہ محب الدین طبری مین ہے کہ

عن عبد الاعلی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیا یوم غدیر خم فعممہ وارخی عذبۃ من خلفہ

(یعنی) عبد الاعلیٰ سے مروی ہے کہ بروز غدیر خم جناب رسول خدا نے حضرت علی کے سر پر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ پیچھے کی جانب لٹکا دیا۔

اور مسند ابو داؤد طیالسی مین ہے کہ

---

[1] کشف الظنون مین ہے کہ ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ لمحب الدین احمد بن عبد اللہ بن محمد الطبری الشافعی المکی المتوفی ۶۹۴ھ

عن علی قال عممنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم بعمامۃ سدل لہا خلفی (یعنی) حضرت علی سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب نے بروز غدیر خم میرے سر پہ عمامہ باندھا اور پلو کو پشت کی طرف لٹکا دیا۔

اور مسند ابن ابی شیبہ و دلائل النبوۃ بیہقی مین ہے کہ

عن علی قال عممنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم بعمامۃ سدل طرفہا علی منکبی یعنی حضرت علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بروز غدیر خم میرے سر پر عمامہ باندھا اور عمامے کے دونون کنارے دوش کی جانب ڈال دیے۔

پس کیا مین اپنے دوستون سے دریافت کرسکتا ہون کہ جناب رسالتمآب نے بروز غدیر خم خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تقریب مین رسم دستار بندی کس حیثیت سے ادا فرمائی تھی۔ کیا اسی حیثیت سے کہ جسکے دوست آنحضرت ہین اسکے دوست علی ہین" اور کیا اب بھی آفتاب پر خاک ڈالنے والے حضرات یہ تسلیم نہ کرینگے کہ تقریب غدیر خم کی رسم دستار بندی خاصتہً ولیعہدِ خلافت کی حیثیت سے ادا فرمائی گئی تھی۔ خدا ہمارے دوستون کو حمیت جاہلیت سے بچائے اور توفیق تدیّن عطا فرمائے۔

دلیل دوازدہم یہ ہے کہ بروز غدیر خم بعد خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ

صحابہ ازواج رسول نے حضرت علی کو مولاے مومنین ہونیکی مبارکباد دی

چنانچہ مسند احمد حنبل و مشکوٰۃ و دیگر کتب معتبرہ مین مروی ہے کہ

فَلَقِیَہُ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَقَالَ لَہٗ ھَنِیْئاً لَکَ یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِب

اَصْبَحْتَ وَ اَمْسَیْتَ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَۃٍ یعنے بعد

خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ حضرت عمر بن الخطاب

نے حضرت علی سے ملکر فرمایا کہ اے ابو طالب ہکے بیٹے تم کو

مبارک ہو کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہوے۔

نیز کتاب معارج النبوۃ مین ہے کہ

بیشتر اصحاب حتی کہ امہات المومنین امیر المومنین علی را تہنیت

بجا آوردند (یعنے) بروز غدیر خم اکثر اصحاب حتے کہ

امہات المومنین نے حضرت علی کو مولاے مومنین ہونے کی

مبارکباد دی۔

پس بعد خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ صحابہ رسول بالخصوص

جناب عمر بن الخطاب کا حضرت علی کی خدمت مین مولاے مومنین ہونیکی

مبارکباد پیش کرنا اور یہ فرمانا کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے مولا ہوے ہرگز

یہ بے تکے معنے ظاہر نہین کرتا کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے دوست ہوے

بلکہ صریحاً آقا اور ولی امر کے معنے ثابت کرتا ہے۔

دلیل سیزدہم یہ ہے کہ بروز غدیر خم حسان بن ثابت شاعر نبوی نے

حضرت علی کے مولائے مومنین ہونے کی تہنیت میں قصیدہ پڑھا جو کہ تذکرۂ خواص الامہ سبط ابن جوزی[1] ورسالہ ازہار علامہ سیوطی[2] سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

ینادیھم یوم غدیر نبیھم بخم فاسمع بالرسول منادیا

ندا فرماتے تھے رسول مقبول بروز غدیر خم پس عند تقابل جماعت ہی آنحضرت کی ندا

وقال فمن مولیٰ کم و ولیکم فقالوا ولم یبدوا ھناک التعامیا

درآنحالیکہ آنحضرت نے لوگوں سے استفسار فرمایا کہ تمھارا ولی اور مولا کون ہے

الٰھک مولانا وانت ولینا ومالک منا فی الولایۃ عاصیا

چنانچہ سب نے (جونا واقف نہ تھے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا معبود ہمارا مولا اور آپ ہمارے ولی ہیں اور ہم میں سے کوئی شخص در باب ولایت آپکا نافرمانبردار نہیں ہے

فقال لہ قم یا علی فانی رضیتک من بعدی اماما وھادیا

پس آنحضرت نے فرمایا کہ اے علی اٹھو کہ میں نے پسند کیا تم کو اپنے بعد امام اور ہادی

---

[1] مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی فوائد البھیہ فی تراجم الحنفیہ میں لکھتے ہیں کہ یوسف بن قزعلی سبط الحافظ ابن الجوزی × ولد سنۃ ۵۸۱ ببغداد وتفقہ وبرع وسمع من جدہ ابن الجوزی وکان فی صغرہ حنبلیا + فصار حنفیا وکان عالما فقیہا واعظا + اور تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل لہ مراۃ الزمان تاریخ جامع ولہ تذکرۃ الخواص الامہ فی ذکر مناقب الائمہ۔

[2] کشف الظنون میں ہے الازھار فیما عقدہ الشعراء من الآثار رسالۃ لجلال الدین سیوطی

فمن کنت مولاه فهذا ولیه	فکونوا له انصار صدق موالیا

پھر فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون علی اسکا مولی ہو لہذا تم سب کو لازم ہو کہ علی کے سچے دمگار و فرمانبردار

فقال رسول اللہ صلعم یا حسان لا تزال مؤید بروح القدس یعنی رسول مقبول نے ان اشعار کو سن کر فرمایا کہ اے حسان ہمیشہ روح القدس تیرا مؤید رہے۔

پس حضرت علی کے مولائے مومنین ہونیکی تہنیت مین حسان بن ثابت کی قصیدہ خوانی اور اسمین حضرت علی کی خلافت متصلہ کا اظہار اس بات کا بین ثبوت ہے کہ حدیث مَن کنتُ مولاہ فعلیٌ مولاہ مین لفظ مولا کے معنی ولیعہد خلافت ہین۔

دلیل چہاردہم یہ ہو کہ حضرات صوفیائے کرام نے بھی حدیث غدیر کو حضرت علی کے آقا اور ولی امر خلافت ہونے پر مستدل فرمایا ہے چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین عطار مثنوی مظہر حق مین فرماتے ہین۔

چون خدا گفتست در خم غدیر	یا رسول اللہ ز آیات منیر
ایہا الناس این بود الہام او	زان کہ از حق آمدہ پیغام او
گفت رو کن باخلائق این ندا	نیست این دم خود رسولم بر شما
ہر چہ حق گفتست من خود آن کنم	بر شما اسرار حق آسان کنم
چونکہ جبرئیل آمدہ بر من بگفت	من بگویم با شما راز نہفت
این چنین گفتست قہار جہان	حق و قیوم و خدائے غیب دان
مرتضی والی درین ملک من است	ہر کہ این سر را نداند زن است

مین اپنے پرور دگار کا شکر و سپاس بجا لاتا ہون جس نے مجھے ذکر علیؑ کی توفیق کرامت فرمائی جو بمضمون حدیث ذِکرُ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ[1] عبادت الٰہی کا مصداق ہے اور اب اسی ارحم الرحمین سے دعا کرتا ہون کہ مجکو علیؑ کی زیارت کا شرف بھی عطا فرمائے کہ وہ بھی حسب مضمون حدیث النظر الی علی عبادۃ[2] خدائے عزوجل کی عبادت قرار دی گئی ہے۔

ص ۸۰

خاتمۃ الکتاب

واضح ہو کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ پشین گوئی فرمائی ہی کہ میرے بعد اس امت کے لیے بارہ خلیفہ ہونگے چنانچہ معجم کبیر طبرانی مین عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلعم یکون بَعدِی اِثنا عشر خَلِیفَۃً (یعنی فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے۔

نیز کتاب مذکور مین جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ

---

[1] یہ حدیث کنوز الحقائق مناوی اور جامع صغیر سیوطی مین حضرت عائشہ سے مروی ہے

[2] یہ حدیث معجم کبیر طبرانی اور مستدرک حاکم مین بسند صحیح ابو سعید خدری و عمران بن حصین و عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی گئی ہی نیز اسکو شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے تفسیر فتح العزیز مین بھی نقل فرمایا ہے۔

ص ۸۵

قال رسول اللہ صلعم یکون لھذہ الامۃ اثنا عشر خلیفۃ

فیما لا یضرھم من خذلھم (یعنی) فرمایا جناب رسولخدا نے

کہ اس امت کے لیے بارہ خلیفہ ہوں گے جنکو کسی کے چھوڑ دینے اور

نصرت نہ کرنے سے کوئی ضرر نہ پہونچے گا۔

اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم اِنَّ عِدَّۃَ الْخُلَفَاءِ بَعْدِیْ عِدَّۃُ نُقَبَاءِ

مُوسیٰ (یعنی) فرمایا رسول مقبول نے کہ میرے بعد خلفا کی تعداد

وہی ہو گی جو نقبائے موسیٰ کی تھی (یعنی بارہ)

لیکن تعجب ہے اصحاب جمہوریت مآب سے کہ باوجود اس حدیث صحیح اور نص

صریح کے بھی وہ منصب امامت و خلافت کو منصوص نہیں سمجھتے اور ائمہ اثنا عشر

علیہم السلام کی امامت و خلافت کے قائل نہیں ہوتے اسپر طرہ یہ کہ حدیث موصوف

کے چھپانے کی راہ چارہ بند پاکر خلفائے اثنا عشر کی تعیین میں جو مضطربانہ طبع

آزمائی فرماتے ہیں وہ لائق دید و قابل شنید ہے چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر

میں لکھتے ہیں کہ

فالاثنا عشر ھم الخلفاء الراشدون الاربعۃ و معاویۃ و

ابنہ یزید و عبد الملک بن مروان و اولادہ الاربعۃ

(یزید و سلیمان و ھشام و ولید) و بینھم عمر بن عبد العزیز

(یعنی) حدیث رسول میں جن بارہ خلفا کی خبر دی گئی ہے وہ یہ ہیں

ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ معاویہ۔ یزید بن معاویہ۔ عبدالملک بن مروان۔ یزید بن عبدالملک۔ سلیمان بن عبدالملک۔ ہشام بن عبدالملک۔ ولید بن عبدالملک اور عمر بن عبدالعزیز[1]

الحق ہمارے دوستون کی ولائے اہلبیت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ اُنھون نے خلفائے اثنا عشر کی تعداد پوری کرنیکے لیے یزید بن معاویہ اور دوسرے فساق بنی امیہ تک کو مستحق خلافت نبویہ قرار دیا مگر بمقتضائے زیغ طبیعت اِن ائمہ اہلبیت رسالت کو اس قابل نہ سمجھا جنکی خداساز تعداد بارہ ہے اور جن سے تمسک کرنیکی رسول مقبول نے ان الفاظ کے ساتھ وصیت فرمائی ہے کہ

اِنی تارِکٌ فِیکُم الثقلین کتاب اللّٰہ وعترتی اھل بیتی فَاِن تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی فانظروا کیف تخلفونی فیھما وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض[2] (یعنے) ایہا الناس مین تم مین دو عظیم چیزین چھوڑتا ہون کتاب اللہ اور اپنی عترت اہلبیت اگر تم ان دونون سے تمسک کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہوگے پس دیکھو کہ میرے بعد قرآن واہلبیت سے تمسک کرنے مین کیونکر میری وصیت پر عمل کرتے ہو۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ قرآن اور میرے

---

[1] خلفاے اثنا عشر کی یہی تفصیل قاضی عیاض نے فرمائی ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی بھی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اسی تفصیل کو اصح وارجح قرار دیتے ہین۔

[2] خصائص نسائی وغیرہ۔

اہلبیت قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے۔

نیز صواعق محرقہ مین بحوالہ طبقات ابن سعد مروی ہے کہ

فی کل خلف من امتی عدول من اھلبیتی ینفون عن ھذا الدین تحریف الضالین وانتحال المبطلین و تاویل الجاھلین الاوان ائمتکم وفدکم الی اللہ فانظروا من توفدون

(یعنی) میری امت مین میرے اہلبیت سے ہر زمانے مین عادلین ہونگے جو کہ میرے دین سے تحریف گمراہون کی اور بناوٹ جھوٹون کی اور تاویل جاہلون کی دفع کرین گے۔ خبردار ہو کہ امام تمہارے ایلچی ہین خدا کی طرف پس نظر کرو اور دیکھو کہ کس کو اپنا ایلچی کرتے ہو۔

حضرات! یہی وہ ائمہ ہدی ہین جنکی شان مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَۃَ وَاٰتَيْنٰھُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا (یعنی) کیا حاسدین حسد کرتے ہین لوگون کا اس چیز پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے حالانکہ ہم نے بہ تحقیق آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت اور بادشاہی عظیم عطا کی۔

صواعق محرقہ مین ہے کہ

عن الباقر رضی اللہ عنہ انہ قال فی ھذہ الآیۃ نحن الناس واللہ

(یعنی) امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ قسم بخدا اس آیت مین اشخاص محسودین سے ہم لوگ مراد ہین۔ علاوہ برین اگر یون بھی بنظر تامل دیکھا جائے تو اشخاص محسودین کی مثال مین آل ابراہیم کا ذکر خود اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آیۂ موصوفہ آل محمد کی شان مین نازل ہوا جیسا کہ درود مشہور وماثور مین بھی یہی مثال موجود ہے (یعنی)

اللھم صل علی محمّد وآل محمّد کما صلیت علی ابراھیم وآل ابراھیم۔

حضرات! یہی وہ ائمہ ہین جنکی نسبت خدا نے بعطائے خلعت عصمت و طہارت رَاسِخُونَ فِی الْعِلْم کا درجہ عطا کیا ہے چنانچہ سورۂ آل عمران مین فرماتا ہے کہ

وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ وَالرَّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا (یعنی) نہین جانتا ہے کوئی شخص آیات قرآنیہ کی تاویل سوا خدا اور ان لوگون کے جنکو خدا نے علم مین راسخ فرمایا ہے اور جنکا قول ہے کہ ہم قرآن پر ایمان لائے ہین جو شروع سے آخر تک ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوا۔

درمنثور سیوطی مین تحت تفسیر آیۂ مذکورہ ربیع سے مروی ہے کہ والراسخون فی العلم یعلمون تاویلہ ویقولون اٰمنا بہ

(یعنی) آیہ موصوفہ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ علم مین راسخ ہین وہی آیات قرآنیہ کی تاویل جانتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم اسپر ایمان لائے۔ الخ

واخرج ابن عساکر وابن جریر وابن ابی حاتم والطبرانی عن انس وابی امامۃ وواثلۃ بن الاسقع وابی الدرداء ان رسول اللہ صلعم سئل عن الراسخین فی العلم فقال من برت یمینہ وصدق لسانہ واستقام قلبہ ومن عف بطنہ وفرجہ فذلک من الراسخین فی العلم۔

واخرج ابن عساکر عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلعم سئل من الراسخین فی العلم قال من صدق حدیثہ وبر یمینہ وعف بطنہ وفرجہ فذالک الراسخون فی العلم۔

(یعنی) انس بن مالک وغیرہم سے مروی ہے کہ رسول مقبول سے دریافت کیا گیا کہ راسخون فی العلم کون لوگ ہین۔ فرمایا وہ لوگ جنکی زبانین سچی۔ ہاتھ نیکی کرنے والے اور دل مستقیم ہین اور جنکا بطن اور فرج حرام سے محفوظ ہے۔

حضرات! یہی وہ ائمہ معصومین ہین جن مین سے ہر امام علوم نبوت کا حامل اور اس باب مین اپنے پیشرو امام کا وصی ہوتا آیا ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تفسیر فتح العزیز مین حدیث مَثَلُ اَہلِ بَیتِی فِیکُم مَثَلُ سَفِینَۃِ نُوح کا ذکر کرتے ہوئے

ارشاد فرماتے ہین کہ

وجہ تخصیص حضرات اہلبیت علیہم السلام باین مراتب فضیلت اینست کہ کشتی حضرت نوح علیہ السلام صورت کمال علمی آن جناب بود و حضرات اہلبیت را نیز حق تعالی صورت کمال عملی جناب خاتم المرسلین گردانیدہ بود۔

حضرات اہلبیت کی تخصیص ان مراتب فضیلت کے ساتھ یہ ہے کہ جسطرح کشتی نوح انکے کمال عملی کی صورت تھی اسیطرح اللہ تعالے نے حضرات اہلبیت کو جناب ختم المرسلین کے کمال علمی کی صورت قرار دیا۔

بعد ازان فرماتے ہین کہ

وکمال علمی آنجناب بدون مناسبت شخص با آنجناب در قواے روحیہ در عصمت وحفظ وفتوت وسماحت متصور نیست کہ در کسی جلوہ گر شود واین مناسبت بدون ولادت وعلاقہ اصلیت وفرعیت ممکن الحصول نیست پس این کمال را با جمیع شعب آن کہ معدن ولایات مختلفہ است دردین مجری جاری کردند وانہمین ناودان ریختند وہمین است معنی امامت کہ یکے مر دیگرے را از ایشان بآن

اور آنحضرت کا یہ کمال علمی کسی شخص مین جلوہ گر نہین ہو سکتا جبتک کہ صفات عصمت وحفظ وفتوت وسماحت مین اس شخص کو آنحضرت کے ساتھ باعتبار قواے روحیہ مناسبت نہ ہو اور یہ مناسبت بدون علاقہ اصلیت وفرعیت ممکن نہین ہے پس کارکنان قضا وقدر نے اس کمال نبوی کو مع جمیع شعب کے مجراے امامت مین جاری کیا اور یہی ہین معنی امامت کے کہ ہر امام نے دوسرے

www.kitabmart.in

وصی ساخت — امام کو اس کمال نبوی کا وصی گردانا

حضرات! یہی وہ ائمہ ہیں جنکی خوشخبری جناب مخبر صادق نے ہمکو کھلے ہوے الفاظ میں دی ہی چنانچہ روضۃ الاحباب مین حضرت سلمان سے روایت ہے کہ

درآمدم بر رسول خدا صلعم و دیدم کہ امام حسین بر زانوے مبارک نشستہ بود و پیغمبر علیہ السلام بتقبیل عینین و دہان او اشتغال می نمود و می گفت تو سید ابن سیدی و پدر سادات و پدر نہ حجتی کہ نہم ایشان قائم خواہد بود۔

مین اکروز رسول مقبول کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اسوقت امام حسین جناب رسالتماب کے زانوے مبارک پر بیٹھے ہوے تھے اور آنحضرت اُنکے چشم و دہن کا بوسہ لیکر فرماتے تھے کہ تو سید ابن سید ہی اور سادات کا پدر ہی نیز نو اماموں کا پدر ہی جنکا نوان قائم ہوگا۔

واز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت است کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود کہ خلفا و اوصیاے من و حجج ایزد تعالی بر خلق بعد از من دوازدہ خواہند بود اولہم اخی و آخرہم ولدی گفتند یا رسول اللہ کیست برادر تو فرمود کہ علی بن ابی ابیطالب گفتند کیست پسر تو قال المہدی الذی

اور عبداللہ بن عباس سے مروی ہی کہ جناب رسول خدا نے فرمایا میرے خلفا اور اوصیا جو میرے بعد خلق پر خدا کی حجت ہونگے تعداد مین بارہ ہین جنکا اول میرا بھائی اور آخر میرا فرزند ہوگا۔ لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ آپکا وہ بھائی اور فرزند کون ہی فرمایا میرا وہ بھائی علی بن ابیطالب ہے اور میرا وہ فرزند مہدی ہوگا جو زمین

فارسی	اردو
یملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً وظلماً۔	کو انصاف وعدل سے اسیطرح پُر کردیگا جسطرح وہ جور وظلم سے بھر گئی ہوگی

وازجابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ مرویست کہ می گفت چون ایزد تعالےٰ نازل گردانید بر پیغمبر خود این آیت را کہ یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم گفتم یارسول اللہ می شناسم کہ خدائے ورسول او را اولوالامر کیستند کہ خدائے تعالیٰ اطاعت ایشان را قرین ساختہ است با طاعت خود واطاعت تو پس گفت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم خلفائی من بعدی اولہم علی بن ابیطالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی المعروف فی التوراۃ بالباقر وستدرک یا جابر فاذا لقیتہ فاقرأ منی السلام ثم الصادق جعفر بن محمد

اور جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ جب آیہ یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم نازل ہوا تو مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مین خدا اور رسول کو تو پہچانتا ہون لیکن نہین جانتا کہ اولوالامر کون ہین جنکی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت سے مقرون فرمایا ہے آنحضرت نے ارشاد کیا کہ وہ میرے خلفا ہین جن کا اول علی بن ابیطالب ہے بعد ازان حسن پھر حسین پھر علی بن حسین پھر محمد بن علی جنکا لقب توراۃ مین باقر مذکور ہے اور جس سے تو اے جابر ملیگا پس جب ملے تو اس سے میرا سلام

ثم موسیٰ بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن
علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم
حجۃ اللہ فی ارضہ محمد بن الحسن
بن علی ذٰلک الذی یفتح اللہ عز و
جل علیٰ یدیہ مشارق الارض
و مغاربہا۔

کرنا پھر اسکے بعد جعفر بن محمد الصادق
ہوگا بعد ازاں موسیٰ بن جعفر پھر علی بن
موسیٰ پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر
حسن بن علی پھر حجۃ اللہ محمد بن الحسن
بن علی جسکے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ زمین کے
مشارق و مغارب کو مفتوح فرمائیگا۔

صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین من یومنا ہٰذا
الیٰ یوم الدین و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین